سورۃ النور اور سورۃ الفرقان کی روشنی میں مباحث سیرت کا موضوعاتی مطالعہ
"A Thematic Study of Sirah Discussions in the Light of Sūrah al-Nūr and Sūrah al-Furqān

Syed Anwar Ali Shah
Religious Teacher, Pakistan AirForce, Kamra, Attock, Punjab, Pakistan
aboosshah2000@gmail.com

Abstract

This research paper explores the Seerah-related content embedded within Surah An-Nur and Surah Al-Furqan, focusing on a thematic and analytical study of the Qur'anic portrayal of the Prophet Muhammad's ﷺ character, societal role, and responses to contemporary challenges. Surah An-Nur primarily addresses the Prophet's role in establishing moral, social, and ethical foundations within the Muslim community, particularly in the context of the incident of Ifk (false Accusation Against Aisha رضي الله عنها), emphasizing his leadership and the divine protection of his reputation. Surah Al-Furqan, on the other hand, counters the objections raised by disbelievers against the Prophet's mission and personality. It presents a vivid portrayal of the Prophet ﷺ as the 'ideal human' and highlights the moral qualities of his followers, known as 'Ibad-ur-Rahman'. The paper examines how both Surahs defend the sanctity of Prophethood and reinforce the ethical and spiritual authority of the Prophet ﷺ through divine discourse. By comparing the narrative style, thematic emphasis, and rhetorical methods employed in both Surahs, this study contributes to the understanding of Qur'anic Seerah as a source of historical, ethical, and theological insight. The research employs a qualitative content analysis approach, supported by classical and contemporary exegeses, and concludes that the Qur'anic depiction of the Prophet in these Surahs is central to constructing an ideal Islamic moral framework.

Keywords: *Sirah (Biography of Prophet (ﷺ), Surah An-Nur, Surah Al-Furqan", Exegesis, Thematic Study,*

تمہید

اللہ رب العزت نے جس طرح تمام مخلوقات کا خالق ہے اسی طرح تمام مخلوقات کا مربی بھی ہے،اور جس طرح اللہ تعالی نے مخلوقات کو تخلیق فرمایا،اسی طرح اپنی تخلیق کو حد کمال تک پہنچانے کا انتظام بھی فرمایا،خاص کر انسان، جسے رب کائنات نے اشرف المخلوقات کا مقام و مرتبہ نصیب فرمایا،اسے خلاصہ کائنات بنایااور دوسرے تمام انواع مخلوقات پر اس کو فوقیت بخشی ہے۔

یقینی طور جس طرح اللہ نے تمام مخلوقات کے تربیت کاانتظام فرمایاایسا ہی انسان کو تربیت طاہری و باطنی کا انتظام فرمایا،اسی تربیتی کورس کے سلسلے میں اللہ تعالی نے ابتداءًعالم ارواح میں انسان سے عہد پیمان لیااور بعداسی سلسلے میں انبیاء و کتب سماویہ کا نزول فرمایا،تاکہ وہ اُس مقام پر برقرار رہ سکے جس کے لئے اللہ نے اُسے پیدا فرمایا،اس تربیتی کورس کے آخری معلم سید ناخاتم الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ ہیں اور آخری صحیفہ آسمانی قرآن کریم ہے۔

قرآن کریم کے نزول کا مقصد ے تمام انسانیت کی راہنمائی اور ہدایت ہے اور اسکی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ رب العزت نے لی ہے اور نہ صرف قرآن کے الفاظ کی اللہ تعالی نے حفاظت فرمائی بلکہ رسول اللہ کی حیات کی صورت میں عملی شکل میں قرآن کی حفاظت کاانتظام فرمایا،سیرت رسول ﷺ اور قرآن کریم در حقیقت اسلام میں بنیاد کی حیثیت رکھتے ہیں۔اور دنوں لازم وملزوم ہیں ۔قرآن اگر سیرت کے کے لئے نظریاتی سرچشمہ ہے تو سیرت قرآن کے لئے عملی(Practical) شکل فراہم کرتا ہے۔قرآن سورج ہے توسیرت اوراسوہ رسول ﷺ آنکھ ہے۔

سیرت نبوی اور قرآن کریم

سیرت کی لغوی تعریف

سیرت عربی کالفظ ہے جو کہ "**سَارَ، يَسِيرُ، سَيراً ، و سِيرَةً**" سے ماخوذ ہے اصل ہے "السین "الیاء "الراء" سے ہے جو کہ "مضی "اور "جریان" کے معانی میں ہے جس کا معنی و مطلب ہے "کام کا طریقہ،اور سنت،اور جلد کے معانی میں مستعمل ہوتا ہے ۔ابن فارس نے معجم مقائیس اللغۃ میں فرمایا:

(سَيَرَ)" السِّينُ وَالْيَاءُ وَالرَّاءُ أَصْلٌ يَدُلُّ عَلَى مُضِيٍّ وَجَرَيَانٍ، يُقَالُ سَارَ يَسِيرُ سَيْرًا، وَذَلِكَ يَكُونُ لَيْلًا وَنَهَارًا. وَالسِّيرَةُ: الطَّرِيقَةُ فِي الشَّيْءِ وَالسُّنَّةِ، لِأَنَّهَا تَسِيرُ وَتَجْرِي. يُقَالُ سَارَتْ، وَسِرْتُهَا أَنَا. قَالَ:

فَلَا تَجْزَعَنْ مِنْ سُنَّةٍ أَنْتَ سِرْتَهَا ... فَأَوَّلُ رَاضٍ سُنَّةً مَنْ يَسِيرُهَا

وَالسَّيْرُ: الْجِلْدُ، مَعْرُوفٌ، وَهُوَ مِنْ هَذَا سُمِّيَ بِذَلِكَ لِامْتِدَادِهِ ; كَأَنَّهُ يَجْرِي. وَسَيَّرْتُ الْجُلَّ عَنِ الدَّابَّةِ، إِذَا أَلْقَيْتَهُ عَنْهُ. وَالْمُسَيَّرُ مِنَ الثِّيَابِ: الَّذِي فِيهِ خُطُوطٌ كَأَنَّهُ سُيُورٌ.[1]

سیر کا کابنیادی مادہ س،ی،ر ہے جو کہ چلنے اور جاری رہنے اور بہنے پر دلالت کرتا ہے۔کہا جاتا ہے :سَارَ يسِيرُ سَيرًا ،یعنی وہ چلا:وہ چلتا ہے:چلنا——اور سیر کا یہ عمل رات اور دن دونوں اوقات میں ہو سکتا

ہے, سَیْرَۃ کا مطلب کسی عمل، کردار اور چیز میں طریقہ اور (سنت) طریقِ کار ہوتا ہے، کیونکہ یہ طریقہ جاری وساری رہتا ہے. کہا جاتا ہے: وہ چلی اور میں اس (طریقے/راستے) پر چلا" شاعر[2] کہتا ہے:

(فَلَا تَجْزَعَنْ مِنْ سُنَّةٍ أَنْتَ سِرْتَهَا ...... فَأَوَّلُ رَاضٍ سُنَّةً مَنْ يَسِيرُهَا)

اس طریقے سے پریشان نہ ہو جس پر تو خود چلا ہے... کسی طریقے پر سب سے پہلے مطمئن وہی ہوتا ہے جو اس پر خود عمل کرتا ہے۔

"السَّيْرُ" کا معنی "چمڑا" بھی مشہور ہے,اسے اسی مادے سے اس لیے منسوب کیا گیا ہے کیونکہ اس میں "پھیلاؤ" ہوتا ہے؛ گویا وہ جاری رہتا ہے,اور کہا جاتا ہے :سَيَّرْتُ الجُلَّ عنِ الدَّابَّةِ,یعنی میں نے جانور سے کجاوہ اتار دیا,الْمُسَيَّرُ کپڑوں میں وہ ہوتا ہے جس میں لکیریں (دھاریاں) ہوں، گویا وہ (مستطیل ٹکڑوں کی) پٹیاں ہوں۔

اسی طرح صاحب المعجم الوسیط نے فرمایا:

"السِّيرَة: السّنة والطريقة وَالْحَالة الَّتِي يكون عَلَيْهَا الْإِنْسَان وَغَيره والسيرة النَّبَوِيَّة وَكتب السّير مَأْخُوذَة من السِّيرَة بِمَعْنى الطَّرِيقَة وَأدْخل فِيهَا الْغَزَوَات وَغير ذَلِك وَيُقَال قَرَأت سيرة فلَان تَارِيخ حَيَاته"[3]

سیرت: سنت ،طریقہ اوراس حالت وغیرہ کو کہا جاتا ہے جس پر انسان ہوتا (چلتا) ہے،اور سیرت نبوی (ﷺ) کتب السیرۃ کا لفظ بھی "السیرۃ" سے ماخوذ ہے جو بمعنی طریقہ ہے اور "السیرۃ" کی اصطلاح میں غزوات وغیرہ بھی داخل ہیں،اور کہا جاتا ہے کہ "قرأت سيرة فلان" یعنی اس کی زندگی کی تاریخ۔

اس سے معلوم ہوا کہ لغوی اعتبار سے سیرت کا اطلاق: چلنے، جاری رہنے، بہنے، سنت، طریقہ اور اس عمل پر ہوتا ہے جس میں امتداد، پھیلاؤ اور تسلسل ہوتا ہے۔اور آپ ﷺ کی غزوات کو بھی شامل ہے۔

سیرت کا اصطلاحی مفہوم

سیرت کی اصطلاحی تعریف میں امام راغبؒ فرماتے ہیں

"والسِّيرةُ:الحالة التي يكون عليها الإنسان وغيره،غريزيّا كان أو مكتسبا،يقال: فلان له سيرة حسنة،وسيرة قبيحة،وقوله تعالى:﴿سَنُعِيدُهَا سِيرَتَهَا ٱلۡأُولَىٰ﴾[4]،أي:الحالة التي كانت عليها من كونها عودا"

سیرت سے مراد کسی شخص کی وہ حالت وغیرہ ہے جس پر وہ انسان ہو، خواہ فطری ہو یا کسبی (حاصل شدہ)، جیسا کہ کہا جاتا ہے: فلاں کی سیرت اچھی ہے اور فلاں کی بری، اور اللہ کا ارشاد ہے ﴿سَنُعِيدُهَا سِيرَتَهَا ٱلۡأُولَىٰ﴾ یعنی ہم اس کو اپنی سابقہ حالت پر لوٹا دیں گے

اسی طرح موسوعۃ کشاف اصطلاحات الفنون والعلوم میں تعریف کی گئی ہے کہ

Biographics, cnducts, manner of dealimg with others,life of prophet Muhammad (ﷺ)[5]

سیرت: نبی کریم ﷺ کی زندگی، طرز عمل اور دوسروں کے ساتھ برتاؤ کرنے کا طریقہ کو کہا جاتا ہے

سیرت النبوی کی ایک تعریف "المركز الوطنى للتعليم الالكترونى"[6] میں کچھ یوں کی ہے:

"دراسة حياة النبي وأخباره وأخبار أصحابه على الجملة وبيان أخلاقه وصفاته وخصائصه ودلائل نبوته وأحوال عصره"[7]

نبی ﷺ کی زندگی، آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب کی اخبار کا مطالعہ، آپ ﷺ کے اخلاق ،صفات، خصائل، آپ کی نبوت کے شواہد، اور آپ کے ﷺ کے دور اور زمانے کے حالات کی وضاحت کو سیرتِ نبوی کہا جاتا ہے

یہ ایک جامع تعریف ہے جس آپ ﷺ کی پوری زندگی کے تمام اعمال آجاتے ہیں اور اَحقّ بھی یہی ہے کہ سیرت سے آپ ﷺ کی مکمل زندگی کے احوال مراد لئے جائیں

قرآن کی لغوی، اصطلاحی تعریف

لغوی تعریف

لغوی اعتبار سے یہ کہا گیا ہے کہ یہ قرء یقرء کا مصدر ہے بمعنی مقروء (متلو) مقروء کا مصدر ہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ قرء یقرء کا مصدر ہے الجمع کے معنی میں ہے اور مصدر بمعنی اسم فاعل ہے۔ اس میں شک نہیں کہ قرآن دونوں معانی میں استعمال ہوتا ہے کیونکہ قرآن: مقروء بمعنی متلوّ بھی اور بمعنی قارئ یعنی نفع مند اخبار اور عادلانہ احکام کو جامع ہے عثیمینؒ نے بھی اپنی تفسیر میں اس کی وضاحت کی ہے[8]

اور صاحب النہایہ نے اس طرف اشارہ اس کی حکمت بیان فرمائی فرماتے ہیں

"قَدْ تَكَرَّرَ فِي الْحَدِيثِ ذِكر القِراءة، والاقْتراء، والقارِىء، والقُرآن وَالْأَصْلُ فِي هَذِهِ اللفَّظة الجمعُ- وكلُّ شَيْءٍ جَمْعتَه فَقَدَ قَرَأْتَه. وسُمِّيَ القُرآن قُرْآناً لِأَنَّهُ جَمع القِصَص، والأَمْر وَالنَّهْيَ، والوْعد وَالْوَعِيدَ، والآياتِ والسُّوَر بَعْضَهَا إِلَى بَعْضٍ، وَهُوَ مَصْدَرٌ كالغُفْران والكُفْران"[9]

احادیث میں "القِراءة، والاقْتراء، والقارِىء، والقُرآن" کے الفاظ بار بار آئے ہیں ان الفاظ کے اصل "الجمع" ہے، آپ نے جو کچھ بھی جمع کیا، در حقیقت آپ نے اسے قرء کیا (یعنی جمع کے کے لئے لفظ قرء مستعمل ہے) اور قرآن کو قرآن اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس نے قصوں، امر و نہی، وعد و وعید، آیات اور سورتوں کو آپس میں جمع کیا ہے، یہ (لفظ قرآن) غفران اور کفران کی طرح مصدر ہے۔

اصطلاحی تعریف

قرآن کریم کی اصطلاحی تعریف میں مختلف اقوال منقول ہیں۔ مدخل میں اس کی تعریف ایسی کی گئی ہے:

"هو كلام الله المنزل على نبيه «محمد» صلى الله عليه وسلم المعجز بلفظه، المتعبد بتلاوته المنقول بالتواتر، المكتوب في المصاحف، من أول سورة الفاتحة إلى آخر سورة الناس"[10]

اسی طرح اور کئی قسم کی تعریف کی گئی ہیں لیکن دراصل قرآن کریم کی شہرت حد تواتر کو پہنچ چکی ہے کوئی صاحب بصیرت اس کا انکار نہیں کر سکتا

قرآن کریم میں مباحث سیرت نبوی ﷺ

جیسا کہ مقدمہ میں نیان کیا گیا ہے کہ قرآن کریم در حقیقت ایک نظریہ۔ تھیوری ہے اور آپ ﷺ کی ذات والی صفات اس کے لئے بمثال پریکٹکل ہے۔اس اعتبار سے آپ کی پوری زندگی پورے قرآن کی عملی تفسیر ہے تفسیر ہے جیسا کہ ایک موقعہ اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ نے سیؑ پوچھا گیا کہ :

"عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّهَا سُئِلَتْ عَنْ خُلُقِ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَتْ: كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ يَرْضَى لِرِضَاهُ وَيَسْخَطُ لِسَخَطِهِ"[11]

سیدہ عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ ان سے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق و سیرت کے بارے میں پوچھا گیا تو وہ کہنے لگی کہ آپ کی سیرت تو قرآن تھی آپ اس پر راضی تھے جو جس پر قرآن راضی تھا اور آپ کو وہ ناپسند تھا جو قرآن کو ناپسند تھا

مطلب یہ کہ اگر لوگوں نے آپ ﷺ کی سیرت کا مطالعہ کرنا ہے تو قرآن کو پڑھ لیں آپ ﷺ کی سیرت قرآن کے ہر ورق پر موجود ہے اور آپ ﷺ کی سیرت کی اولین اور مضبوط ترین ماخذ قرآن ہی ہے

مباحث سیرت: سورۃ النور اور سورۃ الفرقان کی روشنی میں

سورۃ النور کا تعارف

سورۃ النور مدنی سورۃ ہے ترتیب نزول میں ایک سودو(102)[12] اور ترتیبِ مصحفی میں چوبیسویں(24)نمبر پر ہے۔اس سورت میں اخلاقی لحاظ سے مسلم معاشرے کی تصویر کشی کی گئی ہے۔جو آپ ﷺ نے قائم فرمایا تھا۔اس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ مسلم معاشرہ قانونی اور معاشرتی آداب کے لحاظ سے کن اصولوں پر قائم ہوگا۔اس میں ریاست کے قانونی فرائض اور رعایا کے اخلاقی فرائض کا ذکر کیا گیا ہے اور خصوصی طور پر آپ ﷺ کا مقام بلند بیان کیا گیا ہے۔

① واقعہ افک (رسول اللہ ﷺ بحیثیتِ امیر و شوہر)

سورۃ النور کی آیات 11 تا 26 میں اسلامی تاریخ کی ایک اہم واقعے کا ذکر کیا گیا ہے جس کو قاعی افک کے نام سے شہرت ملی۔یہ واقعہ وہ واقعہ ہے جس میں ابتداءً ایک طرف در حقیقت نبی کریم ﷺ اور اہل ایمان کے لئے لحاظ بہت بڑی آزمائش تھی تو دوسری طرف آخراً آپ ﷺ اور اہل ایمان کے چھپے ہوئے دشمنوں یعنی منافقین کے بغض وعداوت کے آشکار کرنے کا ذریعہ بنا۔ جس میں ایک طرف اہل کے لئے مختلف روایات کے مجموعے سے جو بات سامنے آتی ہے

واقعہ افک (غزوہ بنی مصطلق/غزوہ مرَیسیع)

افک سے مراد جھوٹ کے ذریعے سے حق بات کو دبانا، کتاب العین میں ہے

أفك: الإفكُ: الكذب.أفك يأفك أفكاً. وأَفَكْته عن الأمر:صرفته عنه بالكذب والباطل.
والأفيك :المكذب عن حيلته وحزمه، قال :ما لي أراك عاجزاً أفيكا . والمَأْفوكُ: الذي يقبل

الإِفْك، وهو المُؤْتَفك. والمُؤْتكِفة: الأمم الماضية الضالة المهلكة. والأَفّاكُ: الذي يأفِك الناس عن الحق،أي: يصدهم عنه بالكذب والباطل.[13]

افک جھوٹ کو کہاجاتاہے " أفك يأفك أفكاً" سے ہے کہاجاتاہے "أَفَكْته عن الأمر" یعنی میں اسے اس کام جھوٹ اور باطل کے ذریعے پھیر دیا۔ والأفيك" اس شخص کو کہاجاتاجو باوجود اپنی چالا کی اور شدت کی وجہ سے جھٹلایاجائے جیسا کہ کسی نے کہا" ما لي أراك عاجزاً أفيكا" (یعنی) میں تجھے بے بس کیوں دیکھ رہاہوں، "مَأْفوكُ " اس کو کہا جاتا ہے جو جو جھوٹ کو قبول کر لیتا ہے اور " المُؤْتفك. والمُؤْتكِفة " اس کو "المُؤْتَفك " بھی کہا جاتا ہے اور "المُؤْتكِفة" اقوام ماضیہ مہلکہ کو کہا جاتا ہے ۔اور "الأَفّاكُ" جولوگوں کو جھوٹ اور باطل کے ذریعے حق سے روکتاہے۔

افک کا واقعہ غزوہ بنی مصطلق یا مریسع میں پیش آیا تھا بنی مصطلق قبیلے کا نام تھا جبکہ مریسع اس کو بنی مصطلق کے زیر استعمال ایک چشمے کے نام سے کہاجاتا تھا۔

نبی کریم ﷺ کی تمام غزوات نہ صرف عسکری اعتبار سے بلکہ اسباواثرات کے اعتبار سے بھی سیرت النبی ﷺ اور اسلامی تاریخ کے اہم ابواب میں سے ہیں اور امت مسلمہ کے لئے کئی اسباق کی حامل ہیں۔غزوہ بنی مصطلق جسے غزوہ مریسع بھی کہاجاتاہے یہ بھی ایسے ہی کئی اسباق کا حامل ہے۔اس غزوہ میں کچھ معاشرتی اور داخلی فتنوں کا انکشاف ہوا خصوصی طور پر واقعہ افک اور اس میں منافقین کا کردار کھل کر آشکار ہوا۔اس کی تفصیل کچھ یوں ہے:

غزوہ بنی مصطلق یا غزوہ مریسع (5ھ/6ھ)

بنی مصطلق خزاعہ قبیلے[14] کی ایک شاخ تھا،یہ قبیلہ مکہ کے قریب سکونت پذیر تھا۔مدینۃ المنورۃ میں اسلامی ریاست مستحکم ہوئی تو کچھ قبائل نے مشرکین سے ساز باز کر کے مسلمانوں کو زد پہنچانے کی کوشش شروع کی،بنی مصطلق ان میں سے ایک تھا۔انہوں نے مدینہ پر حملے کی تیاری شروع کی۔سیرت ابن ھشام اور بخاری[15] نے ابن اسحاق کا قول نقل کیا ہے کہ یہ 6ھجری کا واقعہ ہے وہ فرماتے ہیں:

"فَأَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم بِالْمَدِينَةِ بَعْضَ جُمَادَى الْآخِرَةِ وَرَجَبًا، ثُمَّ غَزَا بَنِي الْمُصْطَلِقِ مِنْ خُزَاعَةَ، فِي شَعْبَانَ سَنَةَ سِتٍّ[16]"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمادی الآخرہ اور رجب کے کچھ دنوں میں مدینہ میں قیام فرمایا، پھر 6 شعبان میں قبیلہ خزاعہ کے بنو مصطلق پر چھاپہ مارا

اور واقدی نے اس غزوہ کو 5ھ کا وقعہ قرار دیاہے فرماتے ہیں

"فِي سَنَةِ خَمْسٍ خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَوْمَ ا ِ ثْنَيْنِ لِلَيْلَتَيْنِ خَلَتَا مِنْ شَعْبَانَ، وَقَدِمَ الْمَدِينَةَ لِهِلَالِ رَمَضَانَ وَغَابَ شَهْرًا إ ّ لَيْلَتَيْنِ"[17]

ھجرت کے پانچویں سال، جبکہ شعبان کے اختتام میں دوراتین باقی تھیں اور سوموار کادن تھا، رسول اللہ اس غزوہ کے لئے نکلے اور آپ رمضان المبارک کے چاندرات مدینے پہنچے۔آپ ﷺ دودن کم مہینہ غائب رہے۔

زرقانیؒ نے فرمایا

وكانت يوم الاثنين لليلتين خلتا من شعبان، سنة خمس، وفي البخاري قال ابن إسحاق في شعبان سنة ست، وقال موسى بن عقبة: سنة أربع .قالوا: وكأنه سبق قلم، أراد أن يكتب سنة خمس فكتب سنة أربع، والذي في مغازي موسى بن عقبة من عدة طرق أخرجها الحاكم وأبو سعيد النيسابوري والبيهقي في الدلائل وغيرهم سنة خمس۔[18]

یہ پیر کادن تھا، سن 5 ھجری، شعبان کے اختتام میں دوراتیں باقی تھیں، بخاری میں ابن اسحاق کا قول ہے کہ : یہ 6 ھجری شعبان میں ہوا۔ موسیٰ بن عقبہ نے کہا کہ : 4 ھجری میں۔ لگتا ہے کہ یہ سبقتِ قلمی ہے۔ وہ چوتھے سال کے بجائے پانچواں سال لکھنا چاہتے تھے،۔اور مغازیِ موسیٰ بن عقبہ میں سن پانچ ھجری کا ذکر ہے ہے جسے حاکمؒ،ابو سعید نیساپوریؒ، امام بیہقیؒ نے دلائل النبوۃ میں اور دیگر نے مختلف طرق سے نقل کیا ہے۔

صفی الرحمان مبارکپوریؒ نے دونوں اقوال کو ذکر کیا اور امام ابن قیمؒ سے نقل کرتے ہوئے دنوں کا استدلال بیان کرتے ہوئے فرمایا:

(پہلے **فریق** کی طرف سے اس کی یہ **دلیل** دی جاتی ہے کہ اسی غزوہ سے واپسی میں افک کا واقعہ پیش آیا اور معلوم ہے کہ یہ واقعہ سیدہ زینب سے نبی ﷺ کی شادی اور اہل ایمان خواتین کے لیے پردے کا حکم نازل ہونے کے بعد ہوا تھا، سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی شادی سن 5 ھجری کے بالکل اخیر میں یعنی ذی قعدہ یا ذی الحجہ 5 ھجری میں ہوئی تھی دوسری طرف اس پر سب کا اتفاق ہے کہ یہ غزوہ شعبان ہی کے مہینے میں پیش آیا تھا اس لیے یہ سن 5ھ کا شعبان نہیں بلکہ سن 6 ھجری ہی کا شعبان ہو سکتا ہے۔

امام ابو محمد بن حزمؒ کے نزدیک صحیح یہ ہے اور سعد بن معاذ کا ذکر وہم ہے۔[19]

اس کے بعد ان قوال کا محاکمہ بیان کرتے ہوئے 5 ھجری کے قول جو ترجیح دی وہ فرماتے ہیں۔

ان دونوں اقوال کے ذکر کے بعد صفی الرحمان مبارکپوریؒ محاکمہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں

"گو کہ فریق اوال کا استدلال خاصا وزن رکھتا ہے (اور اسی لیے ابتدا میں ہمیں بھی اسی سے اتفاق تھا)۔لیکن غور کیجئے تو معلوم ہوگا کہ اس استدلال کا مرکزی نقطہ یہ ہے کہ نبی ﷺ سے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی شادی سن 5ھ کے اخیر میں ہوئی تھی درآنحالیکہ اس پر بعض قرائن کے سوا کوئی ٹھوس شہادت موجود نہیں ہے۔جبکہ واقعہ افک میں اور اس کے بعد حضرت سعد بن معاذ ضی اللہ عنہ (متوفی سہ 5ھ) کی موجودگی متعدد صحیح روایات سے ثابت ہے جنہیں وہم قرار دینا مشکل ہے۔اس لیے ایسا کیوں

نہیں ہو سکتا کہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی شادی سن 5ھ کے اوائل میں ہوئی ہو اور واقعہ افک اور غزوہ بنی المصطلق شعبان سن 5ھ میں پیش آیا ہو"

اہل سیر کے بقول رسول کو جب یہ خبر ملی کہ بنو مصطلق کے سردار اپنے قبیلے اور چند عربوں سمیت آپ سے جنگ لڑنے آ رہا ہے، آپ نے بریدہ بن حصیب اسلمی کو تحقیق کے لئے بھیجا، انہوں نے بنو مصطلق جا کر تحقیق کی بلکہ حارث بن ابی ضرار سے بھی ملے، اور واپس آ کر آپ کو حالات سے آگاہ کیا۔ جب آپ کو یقین ہو گیا تو آپ نے صحابہ کرام کو تیاری کا حکم دیا اور جلد ہی راونہ ہوئے، یہ شعبان کی 2 تاریخ تھی، ساتھ ہی منافقین ایک جماعت بھی تھی۔ آپ ﷺ نے مدینہ کا انتظام زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ[20] (کچھ روایات کے مطابق ابو ذر یا نمیلہ بن عبد اللہ لیثی رضی اللہ عنہما[21]) کے حوالے کیا، ادھر حارث نے بھی تحقیق حال کے لئے جاسوس بھیجا، لیکن مسلمانوں نے اسے گرفتار کر کے قتل کر دیا۔ حارث بن ابی ضرار کو جب آپ ﷺ کی روانگی اور جاسوس کے قتل کی اطلاع ملی تو وہ بھی خوفزدہ اور جو عرب بھی اس بکھر گئے۔ رسول اللہ ﷺ مریسع (جو کہ بنو مصطلق کا چشمہ تھا) تک پہنچے تو بنو مصطلق بھی جنگ کے لئے آمادہ ہو گئے۔ جنگ شروع ہونے کے بعد رسول اللہ کے امر کے مطابق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اچانک حملہ کیا تو فتح یاب ہو گئے اور مشرکین کو شکست فاش ہوئی، ان میں سے کچھ مارے گئے، خواتین، بچے قید ہوئے، مال مویشی غنیمت میں، ملے مسلمانوں کا صرف ایک آدمی اور وہ بھی غلطی سے مارا گیا۔ اس غزوے کے متعلق اہل سیر کا بیان یہی ہے

البتہ علامہ ابن قیمؒ لڑائی کو وہم قرار دیتے ہیں فرماتے ہیں

> **وهو وهم، فإنه لم يكن بينهم قتال، وإنما أغار عليهم على الماء فسبى ذراريهم وأموالهم، كما في «الصحيح»: «أغار رسول الله صلى الله عليه وسلم على بني المصطلق وهم غارُّون ... » وذكر الحديث[22]**
>
> 'یہ وہم اس غزوہ میں لڑائی نہیں ہوئی تھی بلکہ آپ نے چشمے کے پاس ان پر چھاپہ مار کر عورتوں بچوں اور مال مویشی پر قبضہ کر لیا تھا جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو المصطلق پر چھاپہ مارا اور وہ غافل تھے۔۔الحدیث

ان قیدیوں میں سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا جو بنو مصطلق کے سردار حارث بن ابی ضرار کی بیٹی تھیں، ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئیں۔ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ نے انہیں مکاتبہ بنایا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی جانب سے کتابت ادا کر کے ان سے شادی کر دی۔ اس کی برکت سے مسلمانوں نے بنو مصطلق کے ایک سو گھرانوں کو جو مسلمانوں ہو چکے تھے آزاد کر دیا۔ کہنے لگے کہ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے سسرال والے ہیں۔

غزوہ بنو المصطلق میں منا فقین کا کردار

اس غزوہ میں دو اہم واقعات پیش آئے جس نے منافقین کے کردار کو اور زیادہ عیاں کر دیا

❶۔ آپ ﷺ سے متعلق بے ادبی کرنا

رسول اللہ ﷺ جب چشمہ مُرَیسع پر قیام فرماتھے کہ کچھ لوگ وہاں سے پانی لینے گئے۔ اس دوران سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے مزدور جہجاہ غفاری مہاجر اور سنان بن وبر جُہنی کی آپس میں دھکم پیل ہوئی، اور لڑ پڑے، جہنی نے **یا**

معشر الانصار پکار کر انصار کو اور جہجاہ نے **یا معشر المہاجرین** کا نعرہ لگا کر مہاجرین کو مدد کے لئے پکارا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اللَّهَ اللَّهَ، أبدعوى، الجَاهِلِيَّةِ، وَأَنَا بينَ أظهرِكم بَعْدَ أَنْ هَدَاكُمْ اللَّهُ لِلْإِسْلَامِ، وَأَكْرَمَكُمْ بِهِ، وَقَطَعَ بِهِ عَنْكُمْ أَمْرَ الجَاهِلِيَّةِ وَاسْتَنْقَذَكُمْ بِهِ مِنْ الْكُفْرِ، وألَّف بِهِ من قُلُوبِكُمْ؟"[23]

عبداللہ بن ابی ابن سلول کو خبر ملی تو اس بات ہوا دیتے ہوئے نازیبا زبان استعمال کی اور کہنے لگا "خدا کی قسم اگر ہم مدینہ واپس ہوئے تو ہمارا معزز ترین آدمی، ذلیل ترین آدمی کو نکال باہر کرے گا[24]۔

❷۔واقعہ افک

اس غزوے کا دوسرا اہم واقعہ، واقعہ افک ہے[25]۔ مختصر یہ کہ رسول اللہ ﷺ کا دستور تھا کہ سفر میں جاتے ہوئے امہات المؤمنین کے درمیان قرعہ اندازی فرماتے جس زوجہ کا قرعہ نکل آتا، اسے ہمراہ لے جاتے۔ اس غزوہ میں سیدہ حضرت عائشہ کے نام قرعہ نکلا، واپسی پر جب ایک جگہ پڑاؤ ڈالا گیا، سیدہ ام المؤمنین اپنی حاجت کے لئے تشریف لے گئیں واپس تشریف لائیں تو احساس ہوا کہ اُس سے اُس کی بہن کا عاریتاً دیا کیا ہار کہیں گم ہو گیا۔ واپس اسی جگہ گئیں جہاں ان کے اندازے کے مطابق ہار غائب ہوا تھا، اسی دوران ہودج پر مامور افراد آئے اور آپ کو ہودج میں بیٹھی ہوئے سمجھ کر اسے اٹھایا۔ چونکہ ان کی تعداد زیادہ تھی اور ام المؤمنین نوعمر تھی، بدن ہلکا تھا، اس لئے انہیں اندازہ نہیں ہو سکا کہ ہودج میں کوئی ہے یا نہیں۔

صفوان بن معطل ذکوانی، جنہیں رسول اللہ نے لشکر کے عقب میں مقرر کیا تھا، انہوں نے اُم المؤمنین کو حکمِ حجاب نازل ہونے سے پہلے آپ کو دیکھا تھا، س لئے دیکھتے ہی پہچان لیا تو "انا لله وانا اليه راجعون" پڑھا، جس سے اُم المؤمنین کی آنکھ کھلی، اس کے سوا اُن کی زبان سے ایک لفظ بھی نہیں نکلا، اپنی سواری کو اُمّ المؤمنین کے قریب بٹھایا، وہ اس پر سوار ہو گئیں، وہ چپ چاپ نکیل پکڑ کر پیدل چلتے ہوئے لشکر پہنچے جبکہ دوپہر کا وقت تھا اور لشکر پڑاؤ ڈال چکا تھا۔ اس کیفیت سے انہیں آتا دیکھ کر کچھ لوگ چے میں گوئیاں کرنے لگے، دشمنِ خدا عبداللہ اُبی کو بھڑاس اور خُبث نکالنے ایک اور موقع مل گیا، چنانچہ اپنے دیرینہ بغض وعداوت اور خباثت کو ظاہر کرتے ہوئے، واقعات کے تانے بانے بُننا شروع کر کے تہمت لگادی، اس کے ساتھیوں نے بھی اس کا قرب حاصل کرنے کے لئے خوب بڑھ چڑھ کر اس میں حصہ لیا، اور مدینہ آکر خوب پروپگنڈا کیا، دوسری طرف اس معاملہ میں رسول اللہ خاموش اور وحی کے منتظر تھے، لیکن کافی ایام تک وحی نہ آئی تو آپ ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے علیحدگی کے متعلق اپنے خاص صحابہ سے مشورہ کیا۔ تو سیدنا علی □ اشارۃً کہا کہ "يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَمْ يُضَيِّقِ اللَّهُ عَلَيْكَ وَالنِّسَاءُ سِوَاهَا كَثِيرٌ، وَسَلِ الجَارِيَةَ تَ ْدُقْكَ"[26] لیکن سیدنا اسامہ □ نے فرمایا "فَقَالَ أُسَامَةُ: أَهْلَكَ وَلَا نَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا"[27] بعدہٗ آپ ﷺ نے منبر پر کھڑے ہو کر رئیس المنافقین کی ایذارسانیوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

"يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ مَنْ يَعْذِرُنِي مِنْ رَجُلٍ قَدْ بَلَغَنِي عَنْهُ أَذَاهُ فِي أَهْلِي، وَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا خَيْرًا، وَلَقَدْ ذَكَرُوا رَجُلًا مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا، وَمَا يَدْخُلُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا مَعِي"[28]

اے مسلمانو کی جماعت! اُس شخص کے بارے میں میرا کون عذر قبول کرے گا جس کی طرف سے مجھے میری اہلیہ (عائشہ رضی اللہ عنہا) کے بارے میں ایذارسانی کی خبر پہنچی ہے؟ اللہ کی قسم! میں نے اپنی اہلیہ میں ہمیشہ بھلائی ہی دیکھی ہے، اس معاملہ میں انہوں ایک ایسے شخص (صفوان) کا ذکر کیا جس کے بارے میں، میں بھلائی کے سوا کچھ نہیں جانا، اور وہ میرے گھر والوں کے پاس میرے ساتھ ہی آتا ہے

اس پر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے اسکے قتل کی اجازت چاہی لیکن حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ جو قبیلہ خزرج کے سردار تھے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس غزوے سے واپس آتے ہی بیمار پڑ گئیں اور ایک مہینے تک مسلسل بیماری رہیں۔ انہیں اس تہمت کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہ تھا۔ البتہ بیماری کی حالت میں رسول اللہ کی طرف سے جو لطف وعنایت ہوا کرتی تھی اب وہ نظر نہیں آرہی تھی، وہ آتے اور حال پوچھتے اور پھر لوٹ جاتے، یہ بات انہیں کھٹکتی رہتی تھی، لیکن بحالی صحت کے بعد ایک رات وہ ام مسطح کے ہمراہ قضائے حاجت کے لیے میدان میں گئیں۔ اتفاق سے ام مسطح اپنی چادر میں پھنس کر پھسل گئیں اور اس پر انہوں نے اپنے بیٹے (مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ[29]) کو بددعا دی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس حرکت پر انہیں ٹوکا، تو انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو تہمت کا واقعہ سناتے ہوئے اس میں اپنے بیٹے کے کردار کا بھی ذکر کر دیا، سیدہ عائشہ نے تحقیقِ حال کے لئے رسول اللہ سے والدین کے گھر جانے کی اجازت لی، یقینی صورت حال کا علم ہوا تو بے اختیار رونے لگیں ایسا کہ دو راتیں اور ایک دن روتے روتے گزر گیا، جن میں آنسو رُکے، نہ ہی آنکھ لگی، اور رونا بھی ایسا کہ جگر کو پھاڑ دے۔ اسی دوران رسول اللہ تشریف لائے، رسول اللہ ہمارے پاس تشریف لائے، سلام کیا اور پھر بیٹھ گئے۔ اس افواہ کے بعد سے اب تک پورے مہینے میں یہ پہلا موقعہ ہے ابھی تک کوئی وحی بھی نہیں اُتری تھی۔ آپ ﷺ نے کلمہ شہادت پر مشتمل خطبہ پڑھا بعدہٗ فرمایا:

يَا عَائِشَةُ إِنَّهُ بَلَغَنِي عَنْكِ كَذَا وَكَذَا، فَإِنْ كُنْتِ بَرِيئَةً فَسَيُبَرِّئُكِ اللَّهُ، وَإِنْ كُنْتِ أَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِي اللَّهَ وَتُوبِي إِلَيْهِ؛ فَإِنَّ الْعَبْدَ إِذَا اعْتَرَفَ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ"[30]

آپ علیہ السلام نے بات ختم کی تو ان کے کے آنسو رک گئے یہاں تک ایک قطرہ آنسو کا بھی نہیں نکلا اور پھر اپنے والدین سے جواب دینے کو کہا لیکن انہیں نہیں سمجھ آیا کہ کیا جواب دیں تو خود ہی جواب دیتے ہوئے فرمایا:

إِنِّي وَاللَّهِ، لَقَدْ عَلِمْتُ لَقَدْ سَمِعْتُمْ هَذَا الْحَدِيثَ حَتَّى اسْتَقَرَّ فِي أَنْفُسِكُمْ وَصَدَّقْتُمْ بِهِ فَلَئِنْ قُلْتُ لَكُمْ إِنِّي بَرِيئَةٌ – وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَنِّي بَرِيئَةٌ – لَا تُصَدِّقُونِي بِذَلِكَ، وَلَئِنِ اعْتَرَفْتُ لَكُمْ بِأَمْرٍ وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَنِّي مِنْهُ بَرِيئَةٌ لَتُصَدِّقُنِّي وَاللَّهِ، مَا أَجِدُ لَكُمْ مَثَلًا إِلَّا قَوْلَ أَبِي يُوسُفَ قَالَ: ﴿فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَٱللَّهُ ٱلْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ﴾[31]

واللہ میں جانتی ہوں کہ یہ بات سنتے سنتے آپ لوگوں کے دلوں میں اچھی طرح بیٹھ گئی ہے اور آپ لوگوں نے اسے بلکل سچ سمجھ لیا ہے اس لیے اب اگر میں یہ کہوں کہ میں بری ہوں اور اللہ خوب جانتا ہے کہ میں بری ہوں، تو آپ لوگ میری بات سچ نہ سمجھیں گے اور اگر میں کسی بات کا اعتراف کو لوں حالانکہ اللہ خوب جانتا ہے کہ میں اس سے بری ہوں۔ تو آپ لوگ صحیح مان لیں گے۔ خدا کی قسم! ایسی صورت میں

اپنے اور تمہارے لئے ابو یوسف کے الفاظ کے علاوہ کوئی مثال نہیں پاسکتی، جنہوں نے کہا: ﴿فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ۖ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ﴾[32]

پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جاکر بستر پر لیٹ گئیں، اسی دوران وحی نازل ہونا شروع ہوئی، شدتِ وحی کی کیفیت ختم ہوئی تو آپ مسکرا رہے تھے۔ رسول اللہ نے جو پہلی بات فرمائی وہ یہ تھی کہ "يَا عَائِشَةُ أَمَّا اللَّهُ عز وجل فَقَدْ بَرَّأَكِ" یعنی اے عائشہ اللہ نے تجھے بری کر دیا، وہ فرماتی ہیں میرا خیال تھا کہ :

"وَاللَّهِ مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَنْ يَنْزِلَ فِي شَأْنِي وَحْيٌ يُتْلَى، وَلَشَأْنِي كَانَ أَحْقَرَ فِي نَفْسِي مِنْ أَنْ يَتَكَلَّمَ اللَّهُ فِيَّ بِأَمْرٍ يُتْلَى، وَلَكِنْ كُنْتُ أَرْجُو أَنْ يَرَى رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم فِي الْمَنَامِ رُؤْيَا يُبَرِّئُنِي اللَّهُ بِهَا"[33]

اللہ کی قسم میرا یہ خیال نہیں تھا اللہ تعالیٰ میرے معاملے میں قرآن (وحی متلو، جد کی قیامت تلاوت کی جائے گی) نازل کرنے والا ہے، میرا تو یہ خیال تھا کہ میرا معاملہ اس سے بہت چھوٹا (اور معمولی ہے) کہ اس بارے میں کلام اللہ نازل کرے گا، البتہ یہ امید تھی کہ رسول اللہ ﷺ کوئی خواب دیکھ لیں گے جس کے ذریعے اللہ میری براءت ظاہر فرمادے گا

اس موقعہ پر خاص براءت اُمّ المؤمنین پر اسورة النور کی دس آیات (11-20) نازل ہوئیں[34]

﴿إِنَّ الَّذِينَ جَاءُو بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِنْكُمْ ۚ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَكُمْ ۖ ...وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَأَنَّ اللَّهَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ﴾

یقیناً! وہ لوگ تہمت لگا چکے ہیں، وہ تم میں سے ایک (مضبوط و منظّم) گروہ ہے[35]، اس کو اپنے حق میں برا مت سمجھو، بلکہ یہ تمھارے حق میں (انجام کے لحاظ سے) بہتر ہے، ان میں سے ہر ایک کے لئے اپنے گناہ کے مطابق سزا ہے، اور ان میں سے جس شخص نے اسک (سازش) ابیڑہ اٹھایا ہے اس کے لئے بڑا عذاب ہے ۱۱ اور جب تم نے اس (خبر کو) سنا، تو مومن مرد اور مومن عوتیں نے دوسرے پر خیر کا گمان کیوں نہ کیا؟ یہ کیوں نہ کہا کہ یہ واضح جھوٹ ہے ۱۲ یہ لوگ اس بات پر چار (۴) گواہ کیوں لے کر نہیں آئے، پس جب کہ یہ گواہ لے کر نہیں آئے تو اللہ کے نزدیک یہی لوگ جھوٹے ہیں ۱۳ اور (اے مؤمنوں) اگر دنیا اور آخرت میں تم پر اللہ کا فضل اور اسکی رحمت نہ ہوتی، تو اس فعل میں مشغولیت کی وجہ سے تمہیں بہت بڑا عذاب پہنچ چکا ہوتا ۱٤ جب تم اس کو اپنی زبانوں پر لانے لگے، اور وہ کچھ بولنے لگے، جس کی تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں تھی، اور تم اس کو معمولی بات سمجھتے تھے، حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بہت ہی بڑی (گناہ) بات تھی ۱٥ اور جب تم نے اس کو سنا تو یہ کیوں نہ کہا کہ "ہمارے لئے مُنہ پر یہ بات لانا جائز نہیں، اللہ! تُو پاک ہے، یہ تو بہت بڑا بہتان ہے" ۱٦ اللہ تم کو (بطور نصیحت) منع کرتا ہے کہ پھر کبھی بھی ایسا کام مت کرو اگر تم مومن ہو تو ۱۷ اور اللہ تمہارے سامنے احکام (و نصائح کی آیات) بیان کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ علیم اور حکمتوں والا ہے۔

یہ آیات اُس واقعے کی طرف اشارہ کرتی ہیں جس میں امّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر جھوٹی تہمت لگائی گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس واقعے میں مؤمنین کو تنبیہ اور نصیحت فرمائی

- یہ واقعہ تمہارے لیے نقصان دہ نہیں بلکہ فائدہ مند ہے، کیونکہ اس سے اہل ایمان کے ایمان کی آزمائش اور منافقین کی منافقت آشکارا ہوئی۔
- تہمت لگانے والوں میں سے ہر ایک اپنے گناہ کا حصہ پائے گا، اور جس نے سب سے زیادہ کردار ادا کیا، اس کے لیے سخت عذاب ہے۔
- اہل ایمان کے لئے ادب کہ جب یہ خبر سنی گئی تو مؤمن مرد و عورتوں کو چاہیے تھا کہ نیک گمان کرتے اور فوراً کہتے کہ "یہ صریح جھوٹ ہے۔"
- چار گواہوں کے بغیر الزام لگانا جھوٹ ہے اور ایسے لوگ اللہ کے نزدیک جھوٹے ہیں۔
- یہ جرم عظیم عذابِ الٰہی کا سبب تھا، اگر اللہ کا فضل اور رحمت نہ ہوتی تو تم پر سخت عذاب آتا۔
- تم نے بے سوچے سمجھے یہ باتیں زبانوں پر لائیں، حالانکہ تمہارے نزدیک وہ معمولی تھیں مگر اللہ کے ہاں معمولی نہ تھی۔
- اس تمہیں کہنا چاہیے تھا" :اللہ پاک ہے، یہ بہتان عظیم ہے۔"
- اللہ مؤمنوں کو دوبارہ اس طرح کام نہ کرنے کی نصیحت کرتا ہے
- اللہ علم والا اور حکمت والا ہے، اور اگر اس کا فضل ور حمت نہ ہوتا تو سخت سزا ہوتی۔

نتیجہ:

یہ آیات ہمیں حرمت رسول کی عظمتِ شان اور آپ کے اعلیٰ مقام سکھاتی ہیں اور اس طرف واضح راہنمائی کرتی ہیں اور یہ کہ بغیر تحقیق کے کسی پر الزام لگانا، افواہیں پھیلانا، یا بد گمانی کرنا سخت گناہ ہے۔ مومن کا شایانِ شان رویہ یہ ہے کہ وہ نیک گمان رکھے، زبان کی حفاظت کرے، اور اللہ سے ڈرے م مسلم بھائی کی حرمات کا خیال رکھے۔

چونکہ اس بہتان میں غیر ارادی طور پر تین صحابہ بھی شامل ہو گئے تھے (سیدنا حسان بن ثابت، مسطح بن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہم) ان سب کو قانون حد قذف کے تحت سزا بھی دی گئی، مسطح سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے خالہ زاد بھائی تھے 36جو کہ مسکین مہاجر تھے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ ان پر خرچ کیا کرتے تھے۔ لیکن وہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان

میں شریک ہوا تھا اس لئے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ آئندہ کبھی ان کو نفقہ و صدقہ نہیں دے گا۔ تو آیات سابقہ کے نزول اور مسطح کے توبہ کے بعد یہ آیت نازل ہوئی:[37]

﴿وَلَا يَأْتَلِ أُوْلُواْ ٱلْفَضْلِ مِنكُمْ وَٱلسَّعَةِ﴾[38]

حاصل بحث

قرآن کی سورۃ مذکورہ کی آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس بہتان کے سلسلے میں لوگ مختلف تھے:

❶ خود سے بہتان کو تراشنے والے یعنی منافقین کے متعلق دفعات لاگئی گئیں کہ:

- یہ بڑی تہمت لگانے والے ہیں۔[39]
- امّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر بدنامی کی تہمت لگانے والا ایک منظم گروہ تھا
- یہ اللہ کے نزدیک جھوٹے ہیں
- یہی لوگ اللہ کے نزدیک جھوٹے ہیں
- بے حیائی پھیلانے والے، دونوں جہانوں میں دردناک عذاب کے مستحق ہیں۔
- شیطان کے پیروکار ہیں
- یہ عنداللہ ملعون قرار گئے ہیں اور دنیا و آخرے میں عذابِ عظیم کے مستحق ہیں

❷ وہ اہل ایمان جو اس پروپگنڈے سے ایسے متاثر ہو کر اسکے خلاف ردعمل کا اظہار نہیں دیا اور نادانستہ طور پر کچھ مجالس میں بطور خبر (نہ کہ بطور تشہیر) اس بات کا تذکرہ کیا جیسا کہ آیت:

- اللہ کے فضل سے ہی تم عذاب عظیم سے بچے
- سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں صرف ایسا تذکرہ اگرچہ نادانستہ ہو، یہ انتہائی بھاری کلمات ہیں
- یہ عمل ایمان کے منافی ہے

❸ وہ اہل ایمان جو بالکل خاموش رہے اور انہوں نے نہ اس خبر کی تصدیق کی نہ ہی تردید، ان کے بارے فرمایا

- اس مہم کے خلاف مضبوط ردعمل دینا چاہئے تھا

❹ وہ اہل ایمان جنہوں نے یہ بہتان تراشیاں سن کر اس کی بھرپور مخالفت کی اور اُمّ المؤمنین کی پاکدامنی کا اعلان کیا اور درحقیقت قرآن کا اہل ایمان سے ایسے مواقع پر یہی مطالبہ ہے:

- تسلی ہے کہ بظاہر اس شر میں انجام کے اعتبار سے خیر کا پہلو پوشیدہ ہے
  تم اس (واقعہ افک) کو اپنے حق میں برا مت سمجھو، بلکہ یہ تمھارے لئے (انجام کے اعتبار سے) بہتر ہے
- انہوں یہ بہتان سنتے ہی اس کا ہنگامی ردِ عمل (Emergency response) کامل وثوق سے دیا۔

% سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

"قالت له امرأته أمّ أيوب: أما تسمع ما يقول الناس في عائشة؟ قال: بلى، وذلك الكذب، أكنت فاعلة ذلك يا أمّ أيوب؟ قالت لا والله ما كنت لأفعله، قال : <u>فعائشة والله خير منك</u>"[40]

ابو ایوب[41] (خالد بن زید) سے اس کی بیوی یعنی ام ایوب[42] نے کہا، عائشہ کے بارے میں لوگ جو کہتے ہیں کیا آپ نے وہ سنا ہے ؟اس نے کہا، ہاں اور یہ سب جھوٹ ہے، اے ام ایوب کیا تو ایسا کر سکتی ہے، اس نے کہا اللہ کی قسم میں ایسا نہیں کر سکتی، تو ابو ایوب نے کہا' اللہ کی قسم عائشہ تو تجھ بہت بہتر ہے۔

% سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ[43] نے فرمایا: "أهلك ، ولا نعلم إلا خيرا"[44]
یعنی آپ کا اہل ہے اور ہم ان کے بارے میں خیر ہی جانتے ہیں

% جب آپ ﷺ نے مشورہ طلب کیا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا "من زوجكها يا رسول الله --- فنزلت[45]" یا رسول اللہ کس نے عائشہ کا نکاح آپ سے کروایا؟ آپ نے فرمایا "اللہ نے" عمر نے کہا آپ کا خیال ہے کہ آپ کے رب نے آپ سے اس معاملے میں دھوکہ کیا؟ اللہ پاک ہے اور (سیدہ عائشہ پر) یہ بہت بڑا بہتان ہے۔

واقعہ افک سے واضح ہونے والے امور:

❶ کوئی بہتان لگائے تو پریشان ہونے کے بجائے استقامت سے کام لینا چاہئے یہ گناہوں کی معافی اور بلندہ درجات کا سبب بنتا ہے ﴿لَهُم مَّغۡفِرَةٞ وَرِزۡقٞ كَرِيمٞ﴾

❷ نیک بندگان پر جو مصائب و مشکلات آتی ہیں ان کے لئے اس میں خیر کا پہلو ہوتا ہے ﴿ بَلۡ هُوَ خَيۡرٞ لَّكُمۡۚ ﴾

❸ واقعہ افک کے ذریعے اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلتِ عظیم کا اظہار ہوا اور قیامت تک ان کی عفت پاکدامنی، عظمتِ شان کو قرآن کریم میں محفوظ کر لیا گیا، اسی طرح حدّ زنا اور حدِّ قذف کے احکام نازل ہوئے۔[46]

❹ اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان لگانے والوں پر دفعات لگائے گئے

⇦ یہ جھوٹے ہیں

⇦ یہ شر پھیلا رہے ہیں

⇦ ان میں سے ہر ایک حصہ بقدرِ جُثہ عذاب ہے

⇦ اہل ایمان، اُمہات المؤمنین کو جان سے عزیز ہیں

⇦ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف بری نسبت عظیم جھوٹ ہے

⇦ امّ المؤمنین پر بہتان لگانے والے اللہ کے نزدیک جھوٹے ہیں

⇦ رسول ﷺ کے اہل بیت پر الزام لگانے والا عظیم عذاب کا مستحق ہے

⇦ اہل بیت پر بہتان اللہ کے نزیک عظیم گناہ ہے

⇦ مستقبل میں اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ □ پر الزام اور ایمان جمع نہیں ہو سکتے ﴿ يَعِظُكُمُ ٱللَّهُ أَن تَعُودُواْ لِمِثۡلِهِۦٓ أَبَدًا إِن كُنتُم مُّؤۡمِنِينَ﴾

⇦ اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ وبقیہ امہات المؤمنین رضی اللہ عنھن پر الزام اور برائی کی نسبت واضح بے حیائی ہے[47] اور پھیلانے والے دردناک عذاب کے مستحق ہیں

⇦ شیطان کے پیروکار ہی ایسے الزام لگا سکتے ہیں۔

- ⇦ اس قسم کا بہتان لگانے والے اللہ کی لعنت کے مستحق ہیں۔
- ⇦ اُمہات المؤمنین کا مقام و مرتبہ جاننے کے لئے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اُن کی نسبت کو دیکھ لیا جائے، ان پر بہتان ،درحقیقت رسالت پر الزام ہے کیونکہ ﴿ وَٱلطَّيِّبَٰتُ لِلطَّيِّبِينَ وَٱلطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَٰتِۚ ﴾
- ⇦ آپ ﷺ نے اپنے عمل اور صبر و تحمل سے واضح فرمایا کہ ایسے موقعہ پر بھی صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہئے۔
- ⇦ اپنے جذبات اور احسات کو احکام الٰہیہ کے تابع رکھنا، اور اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرنا
- ⇦ عفو و در گزر کی صفت کو اپنانا
- ⇦ ملزم کا صفائی کا موقعہ دینا
- ⇦ آپ ﷺ اور آپ اہل بیت تو کیا، ان کے پاکدامنی کا دفاع کرنتے والے بھی اس قسم کے الزامات سے پاک ہیں اور مغفرت کے مستحق ہیں[48]

نتیجہ

یہ آیات ہمیں سکھاتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا ترتیب کردہ اسلامی معاشرہ میں بغیر تحقیق کے کسی پر الزام لگانا، افواہیں پھیلانا، یا بدگمانی کرنا سخت گناہ ہے۔ مومن کا شایانِ شان رویہ یہ ہے کہ وہ نیک گمان رکھے، زبان کی حفاظت کرے، اور اخلاق سے گرے ہوئے الفاظ سے اجتناب کرے مسلمانوں اور خصوصاً خواتین کی بے حرمتی سے بچے اور اللہ سے ڈرے

② سیرت النبی اور معاشرتی آداب

جہاں ایک طرف ہمیں حالت جنگ میں رسول اللہ کی زندگی سے درس ملتا ہے وہیں دوسری طرف حالتِ امن میں بھی نبی کریم ﷺ کی زندگی سے مکمل رہنمائی ملتی ہے اور کیوں نہ ملے جبکہ اللہ کا ارشاد ہے:

تمہارے لئے رسول اللہ کی زندگی میں اعلی نمونہ حیات (Rolemodel) ہے، جو اللہ اور یوم الآخرت ہر ایمان (عقیدہ) رکھتا ہے اور اللہ کو بہت بہت یاد کرتا ہے

نبی کریم ﷺ کی معاشرتی زندگی کی جھلک ہمیں سورۃ النور میں ملتی ہے جو کہ حیاء پر مبنی معاشرتی اقدار کی منظر کشی پیش کرتی ہے، یہ وہ اقدار ہیں جو اہل ایمان کے معاشرے کو دوسرے معاشروں سے ممتاز کرتی ہیں اور انہیں اعلیٰ اخلاقیات کا حامل معاشرہ بناتے ہیں۔ اس میں مذکورامور درج ذیل ہیں:

سورۃ النور آیت (27تا34) میں نو آداب معاشرت بیان کئے گئے ہیں، اگر ان آداب کو معاشرہ میں فروغ دیا جائے تو یقینی طور پر اعلیٰ اخلاق کا حامل معاشرہ وقوع پذیر ہو سکتا ہے ان آداب کا مختصراً بیان کیا جاتا ہے۔

❶ دوسروں کے گھر داخل ہونے کے لئے اجازت لازم ہے

ایک دوسرے کے گھروں میں اجازت لے کر داخل ہونا ضروری ہے بغیر اجازت داخل ہونا حرام ہے، اس میں فساد کا اندیشہ ہے[49]

❷ اہل ایمان مرد اپنی نگاہ اور شرمگاہ کی حفاظت کریں[50]

③ اہل ایمان خواتین اپنی نگاہوں اور شرمگاہوں کی حفاظت کریں [51]

④ مؤمن عورتیں اپنی زینت کا اظہار نہ کریں [52]

⑤ مؤمن خواتین اپنے سر اور گریبان چھپائے رکھیں [53]

⑥ مسلمان کو اتین کے چلنے اور رفتار کے آداب بیان کئے گئے۔ [54]

⑦ غیر شادی شدہ نوجوانوں (بچیوں/بچوں) اور غلاموں کے شادی کا انتظام کرو [55]

⑧ اپنے غلاموں کے ساتھ عقد کتابت کرو [56]

⑨ اپنے بچوں بچیوں کو اسبابِ گناہ سے دور رکھو، ذرائع گناہ اور بد اخلاقی کے ذرائع سے ان کو دور رکھو۔ [57]

⑩ اوقات ثلاثہ میں بچے اور خادماؤں کے لئے بھی بیڈ رومز میں جانے کے لئے اجازت ضروری ہے۔ [58]

⑪ سن بلوغت تک پہنچنے کے بعد وہی بچے (جو بھی بالغ ہوئے) بھی عام بالغ غیر محرموں کے حکم میں ہیں۔ [59]

⑫ آئسہ خواتین کے لئے اگرچہ بھاری چادریں اوڑھنے کا لزوم نہیں لیکن احتیاط پھر بھی اچھی بات ہے۔ [60]

حاصل بحث

سورۃ النور کی آیات درج بالا میں مذکور احکام پر نظر ڈالنے سے رسول اللہ کی زندگی اور آپ کا ترتیب دیا گیا معاشرہ، کن اعلیٰ اخلاقیات پر مبنی تھا۔ جہاں اہل ایمان ایک دوسرے کی Privacy کا خیال رکھتے ہیں، ایک دوسرے کی سلامتی کو یقینی بنانے کی کوشش کرتے ہیں، جہاں دوسروں کو تنگی و مشقت میں نہیں ڈالا جاتا، اہل ایمان گھرانوں کی عزت اور ان کا احترام کیا جاتا ہے، جہاں ایک طرف اہل ایمان مردوں کی جانب سے اہل ایمان خواتین کی عزتوں کی حفاظت کی ضمانت ملتی ہے تو دوسری طرف خواتین بھی بے راہ روی کا سبب نہیں بنتی، بلکہ اپنی عزت و وقار کو برقرار رکھتی ہیں۔ اسی طرح ان عمومی اقدامات کے علاوہ کچھ خصوصی اقدامات بھی کئے جاتے ہیں جیسا کہ بالغ غیر شادی شدہ بچوں، بچیوں کے فوری نکاح کا انتظام ، اور اپنے بچوں کو بے راہ روی کا سبب بننے والے چیزوں او اعمال سے بچانا۔ یہ وہ اعلیٰ اخلاقی اقدار ہیں جن پر عمل کر کے ہم ایک مثالی اخلاقہ معاشرہ قائم کر سکتے ہیں۔

③ سیرتِ سول اللہ ﷺ اور عدالت (رسول اللہ وَ ﷺ بحیثیتِ قاضی) اور سورۃ نور

سورۃ النور میں ہمیں نبی کریم ﷺ کی عدالتی نظام اور ان کے حکم کی اطاعت بحیثت امیر کی جھلک نظر آتی ہے جیسا کہ اس سورت کی ابتدا میں ہے زانی مرد و عورت کی حد، حد قذف، لعان---- کے سلسلے میں آیات کا نزول ہے:

عدالتی نظام اور آپ کی سنت و سیرت

بحیثیت ایک قاضی آپ کی سنت کی جھلک سورۃ النور میں ہمیں حد زنا، حد قذف اور لعان میں کے قانون میں ملتی ہے

آپ ﷺ کی کی سیرت، حد زنا کے اجراء: سورۃ نور کی روشنی میں (آپ ﷺ بطور قاضی)

زنا اسلامی معاشرہ اور شریعت میں بڑا جرم قرار دیا گیا ہے۔ اسی وجہ سے اس کے سد باب کے لئے سزائیں متعین کی گئی ہے سیرت نبوی میں اس قانون کے اجراء پر ہمیں بہترین مثالیں ملتی ہیں۔ آپ ﷺ نے ریاستِ مدینہ کے قیام کے

بعد اس جرم پر حد جاری کر کے بطور قاضی عملی مثالیں قائم فرمائیں آپ ﷺ نے غیر شادی شدہ مرد و عورت کے لئے قرآنی قانون کی روشنی میں سو(100) کوڑے اور شادی شدہ مرد کے لئے رجم کی سزا جاری فرمائی۔ غیر شادی شدہ مرد و عورت کے لئے قرآنی قانون سورۃ النور میں ہے اور شادی شدہ مرد کے لئے رجم کی سزا کا ذکر احادیث اور سنت عملی میں موجود ہے۔

ارشاد باری ہے:

﴿ٱلزَّانِيَةُ وَٱلزَّانِي فَٱجۡلِدُواْ كُلَّ وَٰحِدٖ مِّنۡهُمَا مِاْئَةَ جَلۡدَةٖۖ وَلَا تَأۡخُذۡكُم بِهِمَا رَأۡفَةٞ فِي دِينِ ٱللَّهِ إِن كُنتُمۡ تُؤۡمِنُونَ بِٱللَّهِ وَٱلۡيَوۡمِ ٱلۡأٓخِرِۖ وَلۡيَشۡهَدۡ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٞ مِّنَ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ ٢﴾[61]

زانی عورت اور زانی مرد، ان میں سے ہر ایک کو سو سو (۱۰۰) کوڑے مارو۔۔۔

عہد نبوی میں واقعات زنا اور سنت نبوی

رسول اللہ نے عملاً سے اس قانون کا اجراء فرمایا

❶ ماعز بن مالک کا واقعہ

عن ابن عباس رضي الله عنهما، قال:" لما اتى ماعز بن مالك النبي صلى الله عليه وسلم، قال له:" لعلك قبلت، او غمزت، او نظرت، قال: لا يا رسول الله، قال: انكتها" لا يكني، قال: فعند ذلك امر برجمه[62].

ابن عباس نے بیان کیا کہ جب ماعز بن مالک نبی کریم ﷺ کے پاس آئے تو نبی کریم ﷺ نے ان سے پوچھا کہ غالباً تو نے بوسہ لیا ہو گا یا اشارہ کیا ہو گا یا دیکھا ہو گا۔ انہوں نے کہا کہ نہیں یا رسول اللہ! نبی کریم ﷺ نے اس پر فرمایا کیا پھر تو نے ہمبستری ہی کر لی ہے؟ اس مرتبہ آپ نے کنایہ سے کام نہیں لیا۔ بیان کیا کہ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے انہیں رجم کا حکم دیا

مسلم کی روایت ہے:

"عن ابن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم، قال لماعز بن مالك:"احق ما بلغني عنك؟، قال: وما بلغك عني؟، قال: بلغني انك وقعت بجارية آل فلان، قال: نعم، قال: فشهد اربع شهادات ثم امر به فرجم"[63]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے چار بار (واپس کرنے اور اس کے اصرار کے بعد) ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا "کیا وہ بات سچ ہے جو مجھے تمہارے بارے میں پہنچی ہے؟ "انہوں نے کہا: میرے بارے میں آپ کو کیا بات پہنچی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا" : مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ تم نے فلاں خاندان کی لونڈی سے زنا کیا ہے۔ "انہوں نے کہا: جی ہاں کہا: تو انہوں نے (اپنے خلاف) چار گواہیاں دیں، پھر آپ نے ان (کو رجم کرنے) کے بارے میں حکم دیا تو انہیں رجم کر دیا گیا

دوسری روایت میں اس کے چار مرتبہ اقرار اور آپ ﷺ کے پر بار اس سے اعراض اور صرف نظر کا بھی ذکر ہے[64]

❷ سیرت وسنت نبوی ﷺ اور غامدیہ عورت کا واقعہ

ایک غامدی خاتون آپ ﷺ کے پاس آئی اور اعتراف گناہ کیا، جبکہ وہ حاملہ تھی، آپ ﷺ نے بچے کی پیدائش اور مدت رضاعت کی تکمیل تک اس کی سزا کو مؤخر فرمایا، اس کے بعد وہ آئی تو آپ ﷺ حد جاری فرمایا

"عبد اللّٰہ بن بریدة عن أبیه قال: جاءت الغامدیة فقالت: یا (نبي) اللّٰہ إني قد زنیت وإني أرید أن تطهرني، وأنه ردها، فلما كان الغد قالت: یا نبي اللّٰہ (لم) تردني، (فلعلك) أن (تردني) كما رددت ماعز بن مالك، فواللّٰہ إني لحبلى، قال: "أما لا، فاذهبي حتى تلدي"، فلما ولدت أتته بالصبي في خرقة، قالت: هذا قد ولدته، قال: "اذهبي فأرضعيه حتى تفطميه"، (فلما فطمته) أتته بالصبي وفي يده كسرة خبز فقالت: هذا، یا نبي اللّٰہ قد فطمته، وقد أكل الطعام، فدفع الصبي إلى رجل من المسلمين، ثم أمر بها (فحفر لها) إلى ـدرها، وأمر الناس فرجموا، فأقبل خالد بن الوليد بحجر (فرمى) رأسها (فانتضخ الدم) على وجه خالد بن الوليد، فسمع نبي اللّٰہ ـلى الله عليه وسلم سبه إياها، فقال: "مهلًا يا خالد ابن الوليد، فوالذي نفسي بيده لقد تابت توبة لو تابها ـاحب مكس لغفر له"، ثم أمر بها فصلى عليها ودفنت"[65]

عبداللہ بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ غامدیہ عورت آئی اور کہنے لگی: "اے اللہ کے نبی! میں نے زنا کیا ہے اور میں چاہتی ہوں کہ آپ مجھے پاک کر دیں، آپ ﷺ نے اسے واپس بھیج دیا، پھر دوسرے دن وہ دوبارہ آئی اور کہنے لگی": اے اللہ کے نبی! آپ نے کیوں مجھے واپس لوٹا دیا؟ شاید آپ مجھے بھی (واپس) لوٹا دیا تھا جیسے ماعز بن مالک کو لوٹا دیا تھا، اللہ کی قسم! میں حاملہ ہوں۔۔۔ اس عورت نے معافی مانگی اللہ سے اگر ان کی توبہ کو محصولات لینے والے شخص نے کی ہوتی، تو اللہ اسے بھی معاف فرما دیتا۔" پھر رسول اللہ نے اس عورت کا جنازہ پڑھایا اور اسے دفن کیا گیا۔

❸ لعان[66] کا حکم اور اور آپ ﷺ کا حکم اور سیرت

نبی کریم ﷺ کی سیرت وسنت کی بحیثیتِ قاضی (Judge) کے لعان کے کے موقعہ پر بھی ملتی ہے کہ ایسے موقعہ آپ ﷺ کا اسوہ اور سنت کیا تھی۔ بخاری میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے

أَنَّ هِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ قَذَفَ امْرَأَتَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ ـلى الله عليه وسلم بِشَرِيكِ ابْنِ سَحْمَاءَ، ----فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: (لَوْلَا مَا مَضَى مِنْ كِتَابِ اللَّهِ، لَكَانَ لِي وَلَهَا شَأْنٌ).[67]

عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے سے رویت ہے کہ ہلال بن امیہ نے رسول اللہ کے سامنے اپنی بیوی پر شریک بن سحماء کے ساتھ تہمت لگائی، نبی کریم ﷺ نے فرمایا "اس کے گواہ لاؤ ورنہ تمہاری پیٹھ پر حد لگائی جائے گی۔۔۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دیکھنا اگر بچہ خوب سیاہ آنکھوں والا، بھاری سرین اور بھری بھری پنڈلیوں والا پیدا ہوا تو پھر وہ شریک بن سحماء ہی کا ہو گا، چنانچہ جب پیدا ہوا تو وہ اسی شکل وصورت کا تھا نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر کتاب اللہ کا حکم نہ آچکا ہوتا تو میں اسے رجمی سزا دیتا۔

امام طبری نے اس کے شان نزول ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ:

انہوں نے فرمایا: جب یہ آیت نازل ہوئی ﴿وَٱلَّذِينَ يَرۡمُونَ ٱلۡمُحۡصَنَٰتِ ثُمَّ لَمۡ يَأۡتُواْ بِأَرۡبَعَةِ شُهَدَآءَ فَٱجۡلِدُوهُمۡ ثَمَٰنِينَ جَلۡدَةً وَلَا تَقۡبَلُواْ لَهُمۡ شَهَٰدَةً أَبَدًاۚ وَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡفَٰسِقُونَ﴾[68] اور تو سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ (انصاری سردار) نے کہا": یا رسول اللہ! کیا یہ آیت اسی طرح نازل ہوئی ہے؟ اگر میں کسی شخص کو اپنی بیوی کے ساتھ (برے حال میں) دیکھ لوں، تو کیا میرے لئے جائز نہیں کہ میں اسے کوئی نقصان پہنچاؤں یا اس پر ہاتھ اٹھاؤں جب تک کہ میں چار گواہ پیش نہ کر دوں؟ اللہ کی

قسم! میں تو چار گواہ لاتے لاتے وہ اپنا کام مکمل کر چکا ہو گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اے انصار کی جماعت! کیا تم اپنے سردار کی بات سن رہے ہو؟" انہوں نے کہا: "یارسول اللہ! ان پر الزام نہ لگائیں، وہ بہت غیرت مند آدمی ہیں، انہوں نے کبھی کنواری کے سوا کسی عورت سے نکاح نہیں کیا اور نہ ہی ان کی کسی مطلقہ عورت سے کبھی کسی نے شادی کرنے کی جرات کی۔" سعد نے کہا: "یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، اللہ کی قسم! میں جانتا ہوں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اور یہ حق ہے، مگر میں اس بات پر حیران ہوں کہ اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو دیکھوں تو مجھے یہ حق نہیں کہ میں اسے روکتا یا کوئی اقدام کرتا جب تک کہ میں چار گواہ پیش نہ کر دوں، اللہ کی قسم! میں تو چار گواہ لاتے لاتے وہ فارغ ہو چکا ہو گا۔" پھر زیادہ وقت نہ گزرا تھا کہ ہلال بن امیہ اپنے باغ سے واپس آئے اور اپنی بیوی کو ایک مرد کے ساتھ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور اپنے کانوں سے سنا، وہ خاموش رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی، جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا": یارسول اللہ! میں رات کو اپنے گھر آیا اور اپنی بیوی کے ساتھ ایک مرد کو دیکھا، میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے کانوں سے سنا۔" رسول اللہ ﷺ کو یہ بات سخت ناگوار گزری، اور ان کے چہرے پر ناپسندیدگی ظاہر ہو گئی۔ ہلال نے عرض کیا: "یارسول اللہ! میں آپ کے چہرے پر ناپسندیدگی دیکھ رہا ہوں، حالانکہ اللہ جانتا ہے کہ میں سچا ہوں اور میں نے سچ کہا ہے، مجھے امید ہے کہ اللہ کوئی آسانی پیدا کرے گا۔" انصار نے آپس میں بات کی: "ہم اس مسئلے میں آزمائش میں ڈال دیے گئے جس کا ذکر سعد نے کیا تھا، کیا ہلال کو بھی اسی (80 کوڑوں) کی سزا دی جائے گی اور اس کی گواہی مسلمانوں میں ناقابل قبول ہو جائے گی؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہلال کو سزا دینے کا ارادہ فرما ہی رہے تھے کہ اسی وقت اللہ کی طرف سے وحی نازل ہو گئی، صحابہ خاموش ہو گئے جب تک وحی مکمل نہ ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی ﴿وَٱلَّذِينَ يَرۡمُونَ أَزۡوَٰجَهُمۡ وَلَمۡ يَكُن لَّهُمۡ شُهَدَآءُ إِلَّآ أَنفُسُهُمۡ﴾[69] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے ہلال! خوش ہو جاؤ، اللہ نے تمہارے لیے آسانی پیدا کر دی ہے۔" ہلال نے کہا: "یارسول اللہ! مجھے تو اللہ سے یہی امید تھی۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس عورت کو بلاؤ۔ وہ عورت آگئی، جب دونوں آمنے سامنے ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت سے پوچھا، اس نے اپنے اوپر الزام کی تردید کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ جانتا ہے کہ تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے، کیا تم میں سے کوئی توبہ کرنا چاہتا ہے؟" ہلال نے کہا: "یارسول اللہ! اللہ کی قسم! میں نے سچ کہا ہے۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ان دونوں میں لعان (قسمیں کھانا) کرادو" ہلال کو کہا گیا: "گواہی دو" ہلال نے چار بار اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ وہ سچوں میں سے ہے۔ پانچویں بار کہا گیا: "اے ہلال! اللہ سے ڈرو، اللہ کا عذاب لوگوں کے عذاب سے زیادہ سخت ہے، یہ وہ گواہی ہے جو تم پر اللہ کا عذاب واجب کرے گی (اگر تم جھوٹے ہو)" ہلال نے کہا: "اللہ کی قسم! اللہ مجھے اس پر عذاب نہیں دے گا جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حد (کوڑے) نہیں دی۔" پھر اس نے پانچویں بار گواہی دی "اللہ کی لعنت ہو مجھ پر اگر میں جھوٹا ہوں" پھر عورت کو کہا گیا: "تم بھی گواہی دو۔" اس نے چار بار اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ ہلال جھوٹوں میں سے ہے۔ پانچویں بار اسے کہا گیا: "اللہ سے ڈرو، اللہ کا عذاب لوگوں کے عذاب سے زیادہ سخت ہے، یہ وہ گواہی ہے جو تم پر اللہ کا عذاب واجب کرے گی (اگر تم جھوٹی ہو)" عورت کچھ دیر رکی، پھر کہنے لگی: "میں اپنے خاندان کو بدنام نہیں کروں گی" پھر پانچویں بار گواہی دی "اللہ کا غضب مجھ پر ہو اگر وہ سچوں میں سے ہو" رسول اللہ نے ان دونوں کے مابین جدائی کروادی اور بچہ عورت کو دیا ہے۔[70]

حاصلِ بحث

سورۃ نور کی روشنی میں اور سیرت وسنت مطہرہ کی وضاحت سے معلوم ہوا کہ

⇦ احکام الٰہی کے مطابق فیصلہ دینا، اس سلسلے میں کسی کی رائے، (اس کے بالمقابل) کوئی عام معاشرتی سوچ کو درخور اعتناء نہ سمجھنا

⇦ قرآن کریم نے جو ہدایات معاشرتی برائیوں سے متعلق نازل کیں۔

⇦ آپ نے مدعی اور مدعا علیہا دونوں کو صفائی کا حق دیا۔

⇦ آپ نے عملاً احکام الٰہیہ کو جاری فرما کر معاشرہ کو اخلاق قبیحہ سے پاک کرنے کا فریضہ سرانجام دیا

⇦ اسلامی معاشرے کو باحیاء معاشرہ بنایا، اخلاقی اقدار (Moral Values) کے ذریعے بھی اور قانونی طور (Legally) پر بھی۔

سورۃ نور اور مقام الرسول ﷺ

سورۃ ور میں رسول اللہ کے مقام اعلیٰ اور اہل ایمان کے لئے آپ کے مقام کا ذکر کیا گیا گیا کہ:

① رسول اللہ سے اجازت کے بغیر کسی مؤمن کو روا نہیں کہ وہ آپ کی مجلس سے بھی اُٹھے، رسول اللہ کی تعظیم میں آپ سے اجازت کو ایمان قرار دیا گیا۔

② رسول اللہ کا حکم قطعاً اور عام امراء اور سربراہ کے حکم اتباعاً ماننا ضروری اور لازم ہے آپ، امیر المؤمنین اور بقیہ لوگوں کی بات میں فرق ہوتا ہے

③ رسول اللہ کی حکم عدولی عذاب الٰہی کو دعوت دینے کے مترادف ہے

④ حالتِ امن میں اجازت دینے والے کو اجازت دیا کریں، اور اس کے لئے اللہ سے بخشش بھی مانگئے، یہ گویا کہ امیر القوم کا فرض ہے کہ افراد اور رعایا کی خیر خواہی اور ان کی سہولت کے لئے کوشاں ہو۔[71]

نتیجہ

اس سے بطور احسن یہ نتیجہ لکالا جا سکتا ہے کہ ایمان کا دعویٰ کرنے والے شخص کے لئے رسول اللہ کی عملی راہنمائی اور قولی حکم کا کیا مقام ہوگا۔

② سورۃ الفرقان اور سیرت رسول ﷺ

سورۃ الفرقان مکی سورۃ ہے ترتیبِ نزولی میں بیالیسویں (42)[72] اور ترتیبِ مصحفی میں پچیسویں (25) نمبر پر ہے۔ سورۃ الفرقان کا مطالعہ کرنے سے یہ بات وضح ہو جاتی ہے کہ اس سورت میں، مقاصد مہمہ اربعہ یعنی توحید، رسالت، قرآن اور یوم الآخرۃ سچائی کا اثبات کیا گیا ہے، ساتھ ساتھ آپ ﷺ کے سیرت کے دعوتی انداز مشرکین کے اعتراضات ک انداز اور جوبات رسول کا بیان ہے اور آپ ﷺ مختلف اخلاقی اور معاشرتی اور معاشی اعتبار سے اعلیٰ صفات کا ذکر کیا گیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے سیرت کا دعوتی پہلو

رسول اللہ کی زندگی کائنات میں آنے اور زندگی بسر کرنے والے ہر فرد کے لئے اسوہ حسنہ ہے۔ چاہے وہ فرد کسی بھی مقام پر کوئی بھی ذمہ داری یا کام سرانجام دے رہا ہو۔ ایسے مصلحین اور داعیین کے لئے آپ نے بہترین مثال قائم فرمائی ہے۔ سورۃ الفرقان میں یہ بتلایا گیا ہے جب کوئی مصلح اصلاح قوم کا بیڑا اٹھاتا ہے تو اُسے کس قسم کے حالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور مصلح کے Response کا انداز کیا ہونا چاہئے؟ جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے

﴿وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ ٱلْمُجْرِمِينَ ۗ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ هَادِيًا وَنَصِيرًا﴾[73]

اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لئے مجرموں میں سے دشمن بنائے ہیں اور تیرا رب ہی ہدایت دینے والا اور مددگار، کافی ہے

مطلب یہ کہ مقابل آئیں گے سوالات اعتراضات ہونگے، دشمن پیدا ہونگے لیکن اللہ مدد و نصرت اور اللہ کی رہنمائی اہل حق کے ساتھ ہوگی جیسا کہ آپ ﷺ کی اللہ نے رہنمائی اور نصرت فرمائی

اس سورت میں رسول اللہ کی سیرت، خصوصی طور پر دعوتی میدان کے مختلف پہلوؤں میں کا جائزہ پیش کیا ہے سورۃ الفرقان کی آیات کے پس منظر، سیرت نبوی ﷺ سے ان کا تعلق، مکی زندگی کے حالات اور کفار مکہ کے اعتراضات کے جوابات بیان کئے گئے ہیں۔ اس مسے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ سورۃ الفرقان نبی کریم کی دعوتی جدوجہد، صبر، اخلاق، اور قرآن کے معجزہ ہونے کی وضاحت کرتی ہے

رسول اللہ ﷺ کی دعوتی جہاد

رسول اللہ کی پوری زندگی ایک مکمل جدجہد سے عبارت تھی۔ نہ صرف ہجرت کے بعد بلکہ ابتداء نبوت سے آپ ﷺ کو مخالفین چاہے وہ یہود تھے یا منافقین و مشرکین، سب کی طرف سے ایک منفی ردعمل اور ناقابل فہم مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ رسول اللہ نے حکم الٰہی سے ان سب کا احسن انداز سے مقابلہ فرمایا۔ سورۃ الفرقان میں مقامِ دعوت میں درج ذیل پہلوئے سیرت موجود ہیں

کفار کی طرف سے (لفظ قَالَ اور قَالُواْ کے ساتھ) اعتراضات اور آپ ﷺ کا انداز

کفار اور مشرکین آپ کی ذات اور آپ ﷺ سے منسلک ہر چیز خصوصاً براہ راست آپ ﷺ پر اور آپ سے منسلک کلام (قرآن) پر اعتراض کیا کرتے تھے اور ان اعتراضات میں کسی عقلی استدلال (Logic) کا بھی لحاظ نہیں کیا کرتے تھے

رسول اللہ پر اعترضات

⇦ کفار آپ ﷺ کی بشریت و رسالت پر اعتراضات کرتے ہوئے کہتے تھے رسول اللہ تو (معاذ اللہ) عام انسان ہی ہیں جیسا عام لوگ اپنی ضروریات زندگی کے لئے تگ و دو کرتے ہیں اور بشریت کے یہ اوصاف نبوّت کے منافی ہیں:

﴿وَقَالُواْ مَالِ هَٰذَا ٱلرَّسُولِ يَأْكُلُ ٱلطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي ٱلْأَسْوَاقِ لَوْلَآ أُنزِلَ إِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُونَ مَعَهُۥ نَذِيرًا﴾[74]

اور یہ کہتے ہیں کہ "یہ کیسا رسول ہے جو کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں بھی چلتا پھرتا ہے؟ اس کے پاس کوئی ملک (فرشتہ) کیوں نہ بھیجا گیا جو اس کے ساتھ ڈرانے والا ہوتا؟

⇦ آپ کی حیثیت دنیوی پر اعتراض کہ آپ خزانوں اور باغات کے مالک ہوتے تو ہم نبی مان لیتے
﴿أَوۡ يُلۡقَىٰٓ إِلَيۡهِ كَنزٌ أَوۡ تَكُونُ لَهُۥ جَنَّةٌ يَأۡكُلُ مِنۡهَاۚ﴾ 75
یا ایسا کیوں نہیں کہ اس پر کوئی خزانہ اتارا جاتا، یا اس کا کوئی باغ ہوتا، جس سے وہ کھایا کرتا

⇦ آپ ﷺ کا ذہنی صلاحیتوں پر اعتراض کرتے کہ آپ تو کوئی جادو گرہی ہیں
﴿وَقَالَ ٱلظَّٰلِمُونَ إِن تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَّسۡحُورًا﴾ 76
اور ظالم کہتے ہیں کہ تم تو ایک ساحر شخص ہی کے پیروی کر رہے ہو۔

آپ ﷺ سے منسلک کلام یعنی قرآن کریم پر اعتراضات

قرآن کریم پر اعتراض در حقیقت بالواسطہ رسول اللہ ﷺ پر اعتراض تھا کیونکہ قرآن آپ ﷺ کے ذریعے ہی انسانیت تک پہنچا اور آپ ﷺ ہی کے واسطے سے لوگ قرآن سے متعارف ہوئے قرآن پر درج ذیل اعتراضات کئے گئے:

⇦ یہ خود ساختہ کلام ہے:
﴿وَقَالَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوٓاْ إِنۡ هَٰذَآ إِلَّآ إِفۡكٌ ٱفۡتَرَىٰهُ وَأَعَانَهُۥ عَلَيۡهِ قَوۡمٌ ءَاخَرُونَۖ فَقَدۡ جَآءُو ظُلۡمًا وَزُورًا﴾ 77
اور کافر کہتے ہیں "یہ قرآن من گھڑت صرف (کلام) ہی ہے جسے اس (نبی ﷺ) نے اپنی طرف سے گھڑ لیا ہے۔

⇦ یہ خود ساختہ کہانیاں ہیں
﴿وَقَالُوٓاْ أَسَٰطِيرُ ٱلۡأَوَّلِينَ ٱكۡتَتَبَهَا فَهِيَ تُمۡلَىٰ عَلَيۡهِ بُكۡرَةً وَأَصِيلًا﴾78
اور کہتے ہیں یہ پچھلے لوگوں کی خود ساختہ کہانیاں ہیں، جو اس (رسول ﷺ) نے لکھوائی ہیں، اور صبح و شام اُن کی املاء اس پر کی جاتی ہے۔

⇦ وقتاً فوقتاً موقعہ بموقعہ اس کے نزول پر اعتراض
﴿وَقَالَ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ لَوۡلَا نُزِّلَ عَلَيۡهِ ٱلۡقُرۡءَانُ جُمۡلَةً وَٰحِدَةًۚ﴾79
اور کافر کہتے ہیں "سارا قرآن، اس پر ایک ہی مرتبہ کیوں نازل نہیں ہوتا؟

قرآن کریم کی مذکورہ آیات اور اسی کی مثل قرآن کو سورتوں میں پھیلی ہوئی دوسری بہت سی آیات، جن میں مقام دعوت میں منکرین کا رویہ بیان کیا گیا ہے ان آیات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ رسول اللہ کے مقابل کون سے اور کس خاصیت کے لوگ تھے کہ جن کو عقل و فکر سے کوئی سروکار نہیں تھا، بلکہ آپ ﷺ کی دشمنی اور بغض و عداوت میں بلکل اندھے تھے

✵ مثلاً آپ ﷺ کے بارے میں یہ کہنا کہ آپ کھانا کیوں کھاتے ہیں، یا بازاروں میں کیوں گھومتے پھرتے ہیں، یا آپ ﷺ کے ساتھ ہر وقت کوئی فرشتہ ہونا چاہئے جو آپ کی ہر بات پر تائید بھی کرے۔

✵ یا دنیوی اعتبار سے آپ انتہائی مالدار اور صاحب حیثیت کیوں نہیں، آپ خزانوں کے مالک ہوتے، آپ کے مختلف قسم کے باغات ہوتے تو ہم مان لیتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔

❊ یا آپ ذہنی طور پر قابل اعتماد ہوتے آپ تو خود (معاذ اللہ) مجنون یا مسحور ہیں تو آپ کی بات کیسے تسلیم کریں
اسی طرح قرآن سے متعلق اعتراضات کہ
❊ یہ جو کلام آپ ﷺ پیش کر رہے ہیں یہ آپ اور آپ کے ساتھ کچھ لوگوں کا جھوٹ پر مبنی اور منگھڑت کلام ہے۔
❊ یہ آپ کے مطالبے پر آپ پر املاء کی جانے والی پرانے افسانوں کی کتاب ہے۔
❊ یہ کلام ٹکڑوں میں ہے جس سے معلوم ہوتا ہے یہ آپ خود ہی سوچ و فکر کر کے بناتے ہیں۔

ان اعتراضات کو اگر دیکھا جائے تو کہیں بھی عقلی استدلال پر مبنی کوئی اعتراض نہیں ہے اگر منطقی (Logic) کے ساتھ سوال ہوتا تو قرآن کے مضمون، عبارت، پیشینگوئیوں، قرآن کے طرز استدلال، قرآن کریم کی دی جانے والی اخبار پر اعتراض کیا جاتا لیکن ایسا ہمیں سیرت و تاریخ میں کہیں نہیں ملتا (کیونکہ کلام اللہ ہونے کی وجہ ممکن نہ تھا) لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ نے صبر و تحمل، استقامت اور دعوتی میدان میں ثابت قدمی اور اصلاح خلق کی جذبے اور اصلاح عقائد کی جو مثال اپنی سیرت سے قائم کی، وہ ہر مصلح اور داعی کے مشعل راہ ہے۔

آپ ﷺ پر کئے جانے والے اعتراضات کے جوابات

آپ اعتراضات اور جوابات کا سب سے اہم پہلو جس کی طرف اکثر ہم توجہ نہیں دیتے وہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے کبھی خصم کے اعتراض کا جواب اپنی طرف سے نہیں دیا بلکہ اس کا جواب اللہ کے حوالے کر دیا اور صبر و تحمل سے کام لیا، اور پھر اللہ آپ ﷺ کی طرف سے جوابات دیئے۔ اس سے ہمیں یہ نصیحت ہے کہ مقام دعوت میں اپنی طرف سے اور اپنی جذبات کو کبھی بھی غالب نہیں دینا۔

⇦ رسول ﷺ کی بشریت اور رسالت پر اعتراض کا جواب دیا کہ جتنے بھی انبیاء آئے ہیں وہ بشری ضروریات ساتھ لے کر آئے ہیں

﴿وَمَآ أَرۡسَلۡنَا قَبۡلَكَ مِنَ ٱلۡمُرۡسَلِينَ إِلَّآ إِنَّهُمۡ لَيَأۡكُلُونَ ٱلطَّعَامَ وَيَمۡشُونَ فِي ٱلۡأَسۡوَاقِۗ وَجَعَلۡنَا بَعۡضَكُمۡ لِبَعۡضٖ فِتۡنَةً ﴾[80]

اور ہم نے آپ سے جو بھی انبیاء (علیہم السلام) بھیجے، یقیناً وہ سب کھانا بھی کھاتے تھے اور بازاروں میں بھی گھومتے تھے، اور ہم نے تم میں سے کچھ کو کچھ کے لئے آزمائش کا ذریعہ بنایا ہے

⇦ آپ کی حیثیت دنیوی پر اعتراض کا جواب دیا کہ اگر اللہ چاہتا تو یہ آپ ﷺ کو دے دیا جاتا

﴿تَبَارَكَ ٱلَّذِيٓ إِن شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَيۡرٗا مِّن ذَٰلِكَ جَنَّٰتٖ تَجۡرِي مِن تَحۡتِهَا ٱلۡأَنۡهَٰرُ وَيَجۡعَل لَّكَ قُصُورٗا﴾[81]

⇦ آپ ﷺ کا ذہنی صلاحیتوں پر اعتراض کا جواب

▲ ﴿وَقَالَ ٱلظَّٰلِمُونَ﴾ اور ظالم کہتے ہیں۔ اشارہ ہے کہ ان کے یہ اعتراضات اور پروپگنڈے انتہائی ظلم پر مبنی ہیں

▲ ﴿ٱنظُرۡ كَيۡفَ ضَرَبُواْ لَكَ ٱلۡأَمۡثَٰلَ فَضَلُّواْ فَلَا يَسۡتَطِيعُونَ سَبِيلٗا﴾[82]

دیکھئے! یہ آپ کے لئے کیسی مثالیں کرتے ہیں پس یہ گمراہ ہو چکے ہیں پس سیدھے راستے پر آنا ان کے بس میں نہیں ہے۔

یعنی ان کے بے سر وپا اور اندھے اعتراض ایسی گمراہی کا سبب ہے جس سے ہدایت کی امید نہیں کی سکتی۔

قرآن کی حقانیت پر کئے جانے والے اعتراضات کے جوابات

⇦ خود ساختہ کلام ہونے کے جواب میں فرمایا

﴿فَقَدْ جَآءُو ظُلْمًا وَزُورًا﴾ "پس یقیناً یہ بڑے ظلم اور جھوٹ کے ساتھ آئے ہیں" کیونکہ سچی کتاب کو 'جھوٹ' اور 'افتراء' کہنا واقعی ظلم ہے، اس کا تحقیقی جواب اس لئے بھی نہیں دیا گیا کیونکہ اس اعتراض کا کوئی اصل نہیں بلکہ دعویٰ نبوت سے پہلی تو یہ لوگ خود آپ ﷺ کو صادق اور امین پکارتے تھے۔

⇦ خود ساختہ کہانیوں کے جواب میں فرمایا کہ یہ کہانیا نہیں بلکہ اللہ عالم الاسرار کا نازل کردہ ہے
﴿قُلْ أَنزَلَهُ ٱلَّذِي يَعْلَمُ ٱلسِّرَّ فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ﴾[83]

آپ کہہ دیں کہ یہ قرآن اس نے نازل کیا ہے جو آسمانوں میں اور زمین میں ہر راز کو جانتا ہے۔

⇦ نجماً نجماً نزول کے سوال کے جواب میں فرمایا:
﴿كَذَٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهِۦ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنَٰهُ تَرْتِيلًا﴾[84]

اسی طرح تاکہ اس کے ذریعے سے ہم تمہارا دل مضبوط رکھیں، اور ہم نے کھول کھول کر اس کی وضاحت کی ہے۔

رسول اللہ نے ان اعتراضات کے جوابات میں وحی پر ہی اکتفا کیا، جس سے ہمیں یہ سبق ملتا کہ اگر ایسے مواقع پر ہم اپنے ذاتی جذبات کو قابو میں رکھیں اور صبر سے کام لیں تو ظالموں اور دشمنانِ حق کے لئے، اللہ ہماری طرف سے کافی ہو جائے گا اور معترضین مبہوت ہو جائیں گے کیونکہ قرآن کریم **قولِ فصل**[85] ہے جیسا کہ آپ سے کہا گیا

﴿وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنَٰكَ بِٱلْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا ﴾[86]

اور یہ آپ پر کوئی اعتراض نہیں کرتے مگر ہم آپ تک اسکا مناسب جواب اور بہترین وضاحت لے آتے ہیں

اور رسول اللہ نے مقامِ دعوت میں اور مقام اعتراض میں، جہاں استدلال کے ذریعے سے مقابلہ کا مقام تھا، بغیر مرغوب ہوئے قرآن کریم کے ذریعے تمام سوالاتِ متعلقہ کا جواب دیا۔ اللہ کی طرف سے بھی یہی حکم تھا
﴿فَلَا تُطِعِ ٱلْكَٰفِرِينَ وَجَٰهِدْهُم بِهِۦ جِهَادًا كَبِيرًا﴾[87]

سو آپ کافروں کا کہنا نہ مانیں، اور ان سے اس قرآن کے ذریعے سے جہاد کیجئے

عباد الرحمٰن اور اخلاق نبوی ﷺ

سورۃ الفرقان میں اہم مضمون جو تفصیل کے ساتھ بیان ہوا، وہ فرمانبرداروں کی صفات ہیں۔ مہربان کے نیک وفرمانبردار بندے"۔ عباد الرحمٰن (Slaves of the Most Merciful) کا سب سے اعلیٰ نمونہ و کردار خود رسول اللہ ﷺ ہیں، در حقیقت ان آیات میں بلکہ قرآن کریم میں بیان کردہ صفات المؤمنین کے اولین مصداق اور نمونہ رسول اللہ

ﷺ ہیں اس لئے یہ کہنا بجا ہو گا کہ ان آیات میں آپ ﷺ کے عملی زندگی کا ذکر کیا گیا ہے یہ پندرہ (15) صفات ہیں جن میں ثبوتی ہیں اور کچھ سلبی ہیں جو اختصاراً[88] درج ذیل ہیں:

1۔ 'عبودیت' یعنی عملی زندگی میں اللہ کی غلامی کا وصف اپنانے والے

﴿عِبَادُ ٱلرَّحۡمَٰنِ﴾[89] رحمان کے خاص بندے (غلام) ہیں۔

2۔ عجز و انکساری کا اظہار اور تکبر سے احتراز[90] یا احکام الٰہیہ کے مطابق زندگی گزارنا[91]

﴿ٱلَّذِينَ يَمۡشُونَ عَلَى ٱلۡأَرۡضِ هَوۡنًا﴾ زمین پر نرمی سے چلتے ہیں

3۔ جاہلوں سے بحث سے احتراز کرنا

﴿إِذَا خَاطَبَهُمُ ٱلۡجَٰهِلُونَ قَالُواْ سَلَٰمًا ﴾

جاہلوں سے مخاطب ہوتے ہوئے سلامتی کی بات کرتے ہیں

یعنی: جاہلوں کہ یہ کوشش ہوتی ہے کہ ان کی توجہ مقصد سے ہٹائے، اگر جاہل ان سے الجھنا طاہین تو، عباد الرحمان ان سے اپنا دامن بچا کر رکھتے ہیں اور ان سے صحیح اور حق بات، یا اعراض اور براءت کا اظہار کرتے ہیں۔

4۔ شب بیداری کا اہتمام کرنا

﴿وَٱلَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمۡ سُجَّدٗا وَقِيَٰمٗا﴾

جو سب بیداری کرتے ہین اس حال میں یا تو سجدہ میں ہوتے ہیں یا قیام میں

5۔ اللہ کے خوف اور عظمت کے آگے جھک جانا اور عذاب الٰہی سے پناہ مانگنا

﴿وَٱلَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا ٱصۡرِفۡ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ﴾

جو کہتے ہیں، کہ اے ہمارے رب! جہنم کا عذاب ہم سے پھیر دے

یعنی اطاعت کے باوجود اللہ کے عذاب سے ڈرتے ہیں

6۔ اسراف سے احتراز

7۔ بخل سے احتراز

8۔ درمیانہ روی اختیار کرنا

9۔ شرک خصوصاً شرک فی الدعاء سے احتراز کرنا (عقیدہ حقوق اللہ میں اخلاص)

10۔ ناحق قتل سے احتراز (حقوق العباد میں احتیاط)

12۔ جھوٹے اقوال و افعال سے پرہیز کرنا

13۔ بے ہودہ اور بے فائدہ افعال و اقوال سے احتراز کرنا

﴿وَٱلَّذِينَ لَا يَشۡهَدُونَ ٱلزُّورَ وَإِذَا مَرُّواْ بِٱللَّغۡوِ مَرُّواْ كِرَامٗا ﴾

جو جھوٹ میں حاضر نہیں ہوتے اور جس کسی بے ہودہ و بے فائدہ کام پر سے گزرتے ہیں تو اپنا آپ بچا کے گزرتے ہیں

14۔ غفلت اور عدم فہم سے پرہیز کرنا

﴿وَٱلَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُواْ بِـَٔايَٰتِ رَبِّهِمۡ لَمۡ يَخِرُّواْ عَلَيۡهَا صُمّٗا وَعُمۡيَانٗا﴾

جن کے سامنے رب کی آیات پر بہرے اور اندھے بن کر نہیں گرتے جب ان سے بیان کی جائیں،

15۔اللہ کی طرف رجوع کرنے والے اور خیر خواہی کا جذبہ رکھنے والے

یہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں،اے اللہ ہماری بیوی ،بچوں کو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنا اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنادے۔

خلاصہ

سورۃ النور میں سیرتِ نبوی ﷺ سے متعلقہ مضامین کا تجزیاتی و موضوعاتی مطالعہ ہمیں نبی کریم ﷺ کی قیادت، معاشرتی اصلاح، اخلاقی اقدار کے قیام اور واقعۂ افک جیسے حساس معاملے میں رسول اللہ کے کردار اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ کی عزت و حرمت کی حفاظت کے بارے میں آگاہی فراہم کرتا ہے۔

سورۃ الفرقان میں کفار کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے نبی اکرم کی شخصیت، نبوت، اور ان کے اخلاقِ کریمانہ کو واضح انداز میں بیان ، "عباد الرحمٰن" کے اوصاف کے ذریعے رسول اللہ کی تربیت یافتہ مثالی نظریاتی ،اخلاقی ،معاشی ،فکری ،معاشرتی کردار کے بارے میں آگاہی فراہم کرتا ہے۔ یہ دونوں سورتیں **سیرتِ رسول ﷺ** کے دفاع، توثیق، اور اخلاقی و روحانی رہنمائی پر مشتمل ہیں۔

سورۃ مذکورہ میں عقیدہ، اخلاقیات، عبادات، معاشرت، معیشت، سیاست اور داعیانہ صفات کو ذکر کیا گیا ہے جن کا، سب پہلے نمونہ آپ ﷺ کی ذاتِ بابرکات ہے۔ جو نہ صرف امت مسلمہ بلکہ انسانیت کے مشعلِ راہ ہے۔

نتائج و تجزیہ سورۃ النور (غزوہ بنی مصطلق و واقعہ افک، معاشرتی آداب)

1. غزوہ بنی مصطلق میں اسلامی ریاست خارجی اور داخلی طور پر استحکام ملا
2. آپ ﷺ نے سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے ذریعے اعلیٰ اخلاقی نمونہ پیش فرمایا جو قیدیوں کی رہائی کا سبب بنا۔
3. منافقین خصوصی طور پر رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی جیسے عناصر کا چہرہ بے نقاب ہو گیا۔
4. واقعہ افک کے سلسلے میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی براءت وحی متلوّ کے ذریعے نازل ہوئی۔
5. واقعہ افک اہل ایمان کے لئے آزمائش، ان کے صبر اور رسول اللہ دے ان کی محبت کا امتحان تھا۔
6. اس سے معلوم ہوا کہ ایسے مواقع پر کون ایمان کامل کا اظہار کرتا ہے اور کون کمزور ہے۔
7. واقعہ افک کے واسطے سے تہمت ، بدگمانی، جھوٹے الزامات لگانے اور غیر محقق پھیلانے سے روکا گیا، اور اس سلسلے میں قانونی اور اخلاقی احکام کو وضاحت سے بیان کیا گیا
8. اللہ رب العزت نے خود اپنے کلام کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کے گھریلو زندگی پر الزام کی تردید فرما رسول اللہ کی ذات اور خاندان کو دفاع فرمایا

9. اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہؓ کی برأت کے ساتھ نہ صرف یہ کہ ان کا مقام بحال ہوا بلکہ مسلم معاشرہ میں خاندانی اعتماد بحال ہوا اور آئندہ کے لیے ایسے فتنوں سے بچنے کے لئے رہنمائی فراہم ہوئی

10. اس واقعہ سے مسلمانوں اس واقعہ سے مسلمانوں کو یہ سبق دیا کہ مشکل حالات میں کس طرح رسول اللہ، سیدہ عائشہؓ اور اصحاب رسول نے صبر، استقامت اور اللہ پر اعتماد کا مظاہرہ کیا

11. اس واقعہ کی برکت سے اعلیٰ اخلاقی اقدار پر مشتمل قوانین واحکام کا نزول ہوا، آپ ﷺ نے ان قوانین کا عملی نمونہ پیش فرمایا جو قیامت تک کی انسانیت کے لئے ایک اعلیٰ مثال ہے

12. مسلم معاشرہ، بلکہ انسانی معاشرے کو اعلیٰ اخلاقی اقدار پر قائم کرنے کی لئے آداب کا بیان

13. مسلمان کی عرض (عزت وآبرو) کی حفاظت کے لئے اصول کا ذکر کیا گیا

14. خواتین وحضرات دونوں کے لئے بالتساوی علیٰحد علیٰحدہ آداب ذکر کئے گئے

15. ہر ایسے عمل سے بچنے کا حکم دیا گیا جو بے حیائی کا سبب بنے

16. انفرادی سوچ اور فکر میں پاکیزگی پیدا کرنا

17. نگاہ میں پاکیزگی ہوگی تو دل بھی پاکیزہ رہے گا، یعنی دل وجسم، ظاہر وباطن دونوں کا تزکیہ لازمی ہے

18. شائستہ لباس اور ستر سے عفت وحیاء فروغ پاتی ہے

19. ایک دوسرے کے رازداری (Privacy) کا احترام کرنا

20. (Carrot and Stick) کے قانون کے تحت آداب کے ساتھ ساتھ حدود کا حکم بھی دیا گیا ہے۔

21. شہادات کے باب میں سخت شرائط: عدل وانصاف اور مسلمان کی پردہ پوشی کی ضمانت ہے

22. حدود وقیود اور آداب معاشرت سے معاشرے میں سکون اور امن کی فضا قائم ہوتی ہے

23. ان آداب اور قوانین کے نتیجے میں باحیاء اور باکردار قوم تیار ہوتی ہے، جو دنیا میں مثالی معاشرے کے قیام میں معاون ثابت ہوتی ہے۔

نتائج واثرات سورۃ الفرقان (دعوتی انداز اور انفرادی صفات)

1. رسول اللہ ﷺ کے اسلوبِ دعوت میں محبت، رحمت اور نرمی نمایاں ہے، کفار کے شدید اعتراضات اور تمسخر کے باوجود آپ کا انداز دل نشین اور مدلل تھا۔ جیسا کہ ارشاد ہے

﴿وَقَالَ ٱلرَّسُولُ يَٰرَبِّ إِنَّ قَوۡمِي ٱتَّخَذُواْ هَٰذَا ٱلۡقُرۡءَانَ مَهۡجُورٗا﴾

"اور رسول (ﷺ) (قیامت میں) کہے گا "اے میرے رب یقیناً میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ دیا تھا"

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی قوم کی کس دردِ دل سے اصلاح کی کوشش کی تھی۔

2. رسول اللہ ﷺ نے کفار کے نامعقول اعتراضات کے کے جواب میں معقول، مدلل اور نرم اندازِ گفتگو کو اپنایا۔
3. آپ ﷺ نے کفار کی زبانی ایذا رسانی کے مقابلے میں صبر واستقامت سے کام لیا جو ہر مصلح قوم کے لئے نمونہ ہے۔
4. آپ ﷺ کی دعوتِ اصلاح کے رد عمل میں کفار کا نامناسب رویہ، یہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ مصلح القوم کو اکثر مخالفت اور منفی رد عمل کا سامنا کرنا پڑتا ہے،اس لئے اسے ہر قسم کے آزمائشوں کے لئے تیار رہنا چاہئے۔
5. آپ ﷺ کی ہر ممکن اصلاحی کوشش کے مقابلے میں منکرین نے منفی پروپگنڈا کیا
6. اس سورۃ میں ذکر کردہ عباد الرحمٰن کی صفات درحقیقت رسول اللہ ﷺ کی زندگی کا عکس ہے اس سے دعوت کے میدان میں عملی پہلو بھی اجاگر ہوتا ہے کہ داعی لوگوں کو دعوت دینے سے پہلو خود بھی عمل و کردار سے ان اعمال کے کرنے کی مثال پیش کرے۔

خلاصہ

درحقیقت سورۃ النور میں موجود قوانین وآداب سے رسول اللہ ﷺ کی معاشرتی اور سیاسی وعدالتی زندگی اور سورۃ الفرقان میں موجود اندازِ دعوت اور صفات میں آپ ﷺ کی داعیانہ اور انفرادی صفاتی پہلوؤ کا ذکر ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ کیا ہم نے اپنے پاس قرآن میں محفوظ آپ ﷺ کے یہ اعلیٰ اخلاق کا نمونہ اپنی عملی زندگی میں اپنایا ہے کہ نہیں؟

References

1۔ابن فارس،ابوالحسین ابن زکریا(م395ھ)،**معجم مقائيس اللغة**،اہتمام: دکتور محمد عوض مرعب وآنسہ فاطمہ،داراحیاء التراث العربیۃ،بیروت ،لبنان،طبعۃ اولی: 2001ء، کتاب السین، باب السین والیاء وما یثلثھما (سیر) صفحہ 478

2۔وہ خالد بن زهیر هذلی ہیں جو ابی ذؤیب هذلی کے بھانجے تھے۔اور اس بارے میں ایک طویل واقعہ ہے جو کہ ابوالفضل احمد بن محمد بن ابراہیم المیدانی نیساپوری(م518) نے اپنی کتاب مجمع الامثال (تحقیق: محی الدین عبدالحمید) جلد2، صفحہ 247 میں(شعر نمبر3702:**فَلَا تَجْزَ عَنْ مِنْ سُنَّةٍ أَنْتَ سِرْتَهَا**)بیان کیا ہے

3 -المعجم الوسیط،ڈاکٹر شوقی ضیف کی زیر نگرانی ماہرین لسانیات کا ایلیٹ گروپ، عربی اکیڈمی قاہرہ، طبع چہارم 2004، جلد 1، باب السین، صفحہ 467

4۔سورۃ طٰہٰ 21:20

5۔تھانوی، علامہ محمد علی، موسوعۃ کشاف اصطلاحات الفنون والعلوم، مکتبہ لبنان ناشرون، طبعۃ اولی 1996ء، حرف السین: السیر، جزء اول، صفحہ 998

6۔یہ سعودی عرب کا ایک E Learning پلیٹ فارم ہے، جس سے عرب کے بڑے بڑے جامعات منسلک ہیں، یہ 1439 ہجری میں معزز وزراء کونسل کی قرارداد نمبر (35) کے ذریعے قائم کیا گیا تھا، یہ ایک خود مختار ادارہ ہے۔ یہ مرکز بدلتی ہوئی ضروریات کے لیے ایک لچکدار اور جوابدہ شراکتی نظام کی تعمیر کو تیز، مربوط اور منظم کرتے ہوئے، ڈیجیٹل تعلیم میں ایک عالمی مرکز بننے کی کوشش میں ہے۔

7۔ المرکز الوطنی للتعلیم الالکترونی https://oerx.nelc.gov.sa/resource/49363

8۔عثیمین، محمد بن صالح(م 2001ء)،**تفسیر القرآن الکریم**،تفسیر آیت 1سورۃ النمل،مؤسسۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین الخیر،المملکۃ العربیۃ السعودیۃ،طبعۃاولی،1436ھ/2015ء،ص12

9۔ابن الاثیر، مجد الدین ابو السعادات المبارک بن محمد بن محمد بن محمد ابن عبد الکریم الشیبانی الجزری (م 606ھ)،**النہایۃ فی غریب الحدیث والاثر**،المکتبۃ العلمیۃ، بیروت،1399ھ/1979ء تحقیق: طاہر احمد الزاوی- محمود محمد الطناحی، جزء4،صفحہ 30، حرف القاف، قرء

10۔ابو شُہبہ، محمد بن محمد بن سویلم (م 1403ھ)،**المدخل لدراسة القرآن الكريم**،مکتبۃ السنۃ، القاھرۃ،طبعۃ دوم،1423ھ/2003ءباب تعریف القرآن عند الاصولیین والفقهاء، واهل العربیة،صفحہ21

11۔سیوطی، جلال الدین (911) جمع الجوامع المعروف «الجامع الکبیر»، تحقیق: مختار ابراہیم الہائج، عبد الحمید محمد ندا، حسن عیسی عبد الظاہر، جامعۃ الازھر، القاہرۃ–جمہوریۃ مصر،طبعۃ دوم،1426ھ/2005م،مسند عائشہ جزء23، صفحہ 283

12۔شیخ القرآن، مولانا محمد طاہر پنج پیریؒ، آئیڈیو دورہ تفسیر، کیسٹ نمبر62، ابتداءِ تفسیر سورۃ النور، مفتی تقی عثمانی، آسان ترجمہ قرآن، مکتبہ معارف القرآن کراچی، جلد دوم، تفسیر سورۃ النور، صفحہ 1063

13۔فراھیدی، ابو عبد الرحمن الخلیل بن احمد بن عمرو بن تمیم بصری (م 170ھ)، کتاب العین، تحقیق: ڈاکٹر مہدی مخزومی، ڈاکٹر ابراہیم السامرائی، دار ومکتبۃ الہلال، باب الکاف والفاء، جزء5، صفحہ 416

14۔ابن ھشام عبد الملک بن ایوب حمیری معافری، ابو محمد، جمال الدین (م 213ھ)، **السيرة النبوية لابن هشام**، تحقیق: مصطفی السقا[م 1389ھ]-ابراہیم الابیاری[م 1414ھ]-عبد الحفیظ شلبی، شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفی البابی الحلبی واولاد مصر-طبعۃ: دوم، 1375ھ/1955ء، جزء اول ، صفحہ 373/جزء دوم، صفحہ 289

15۔بخاری، ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل(256ھ، الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول الله ﷺ وسننه وايامه، نسخۃ الحافظ: شرف الدین ابی الحسین علی بن محمد یونینی (621-701ھ)، عطاءات العلم، موسوعۃ صحیح البخاری، https://bukhari-pedia.net، طبعہ: 1437ھ، بابُ غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ مِنْ خُزاعَةَ، جزء3، صفحہ 583

16 - ابن ھشام، عبد الملک بن ھشام بن ایوب حمیری معافری، ابو محمد، جمال الدین (م 213ھ)، **السيرة النبوية لابن هشام**، جلد1، صفحہ 373/امام بخاری نے بھی ابن اسحاق کا یہ قول نقل کیا ہے

17۔واقدی، محمد بن عمر بن واقد [الواقدي](م 207ھ)، المغازی، تحقیق: د کتور مارسدن جونس، جامعہ آکسفورڈ، لندن، 1966ء، جزء1، صفحہ 404

18۔زرقانی، محمد بن عبد الباقی (م 1122ھ)،**شرح الزرقانی علی المواهب اللدنیة بالمنح المحمدیة للقسطلانی**(م 923ھ) ضبط و تصحیح: محمد عبد العزیز الخالدی، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان، طبعۃ اولی، 1417ھ/1996ء، غزوة المريسع، جزء3 صفحہ4

19۔ابن قیم الجوزیہ، شمس الدین، ابو عبداللہ، محمد بن ابی بکر زرعی دمشقی، (691-751ھ)،**زاد المعاد في هَدي خير العباد**، تحقیق و تخریج وتعلیق: شعیب الارنؤوط (م 1438)، عبد القادر الارنؤوط (م 1425ھ)، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، لبنان (ورژن: 2)، جزء3، صفحہ 237، فَصْلٌ فِي غَزْوَةِ الْمُرَيْسِيعِ

20۔بیہقی، ابو بکر احمد بن حسین (384-458ھ)، دلائل النبوۃ ومعرفۃ احوال صاحب الشریعۃ، توثیق، تخریج وتعلیق: د کتور عبد المعطی قلعجی، دار الکتب العلمیہ، بیروت–لبنان، طبع اول: 1405ھ/1985ء باب غزوۃ بنی المصطلق، جلد4، صفحہ 46

21۔ابن ھشام عبد الملک بن ایوب حمیری معافری، ابو محمد، جمال الدین (م 213ھ)، السيرة النبوية لابن هشام، جزء2، صفحہ 289

22۔ إِنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم أَغَارَ عَلَى بَنِي الْمُصْطَلِقِ، وَهُمْ غَارُّونَ، وَأَنْعَامُهُمْ تُسْقَى عَلَى الْمَاءِ، فَقَتَلَ مُقَاتِلَتَهُمْ، وَسَبَى ذَرَارِيَّهُمْ، وَأَصَابَ يَوْمَئِذٍ جُوَيْرِيَةَ. (بخاری، ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ جعفی (256ھ)، الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول الله وسننه وايامه، مراجعہ تصحیح نسخہ سلطانیہ، دار التاصیل، قاھرہ، طبعہ اولیٰ 1533ھ/2012ء جزء3، بَابُ مَنْ مَلَكَ مِنَ الْعَرَبِ رَقِيقًا فَوَهَبَ وَبَاعَ وَجَامَعَ وَفَدَى وَسَبَى الذُّرِّيَّةَ، صفحہ 437، حدیث: 2556)

23۔ابن ھشام وعبدالملک بن ایوب حمیری معافری،ابو محمد، جمال الدین(م 213ھ)،السيرة النبوية لابن هشام، تحقیق:طٰہٰ عبدالرؤوف سعد، شرکۃ الطباعۃالفنیۃالمتحدۃ، جزء2، صفحہ 147 "(اللہ،اللہ! کیااب بھی جاہلیت کا نعرہ لگارہے ہو حالانکہ میں تمہارے درمیان موجود ہوں؟ جبکہ اللہ نے تمہیں اسلام کی ہدایت دی،اور اسی کے ذریعے تمہیں عزت بخشی،اوراس کے ذریعے امورِ جاہلیت کو تم سے کاٹ دیااور کفر سے نجات دی،اور تمہارے دلوں کو ایک دوسرے کے ساتھ جوڑدیا)

24۔سورۃالمنافقون 8:63

25۔اس واقعہ کی تفصیل کے لئے دیکھئے: سیرۃ ابن ھشام، جزء2، خَبَرُ الْإِفْكِ فِي غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ، صحیح بخاری، باب نمبر 32،بَاب: حَدِيثِ الْإِفْكِ، صحیح مسلم، كتاب التوبة،بَابٌ:فِي حَدِيثِ الْإِفْكِ، وَقَبُولِ تَوْبَةِ الْقَاذِفِ،ابن شبۃ،ابوزید عمر نمیری بصری،(173-262ھ)،تاريخ المدينة لابن شبة، تحقیق: فہیم محمد شلتوت[م 1428ھ]۔طبعہ 1399ھ، سیرۃ النبویۃ، خبر أصحاب الإفك، طبری،ابو جعفر، محمد بن جریر(224-310ھ)، محقق: محمد ابوالفضل ابراہیم[م 1401ھ]،دارالمعارف مصر،طبعۃ:دوم: 1387ھ-1967ء،القول فی سیرۃ النبویۃ،حَدِيثُ الإِفْكِ،ابن کثیر، عمادالدین،ابوالفداء،اسماعیل بن عمر قرشی دمشقی(701-774ھ)، البداية والنهاية،حقیق: دکتور. عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی،دار ھجر للطباعۃ والنشر والتوزیع والاعلان،طبعۃاول: 1417-1420ھ، جزء 6، قصة الإفك ،صفی الرحمان مبارکپوری(6جون 1943ء - 1 دسمبر 2006ء)،الرحیق المختوم (اردو)،المکتبۃالسلفیۃ شیش محل روڈ لاہور، سن طبع: 1423ھ-مئی 2002ء،غزوہ بنی مصطلق یا غزوہ مریسع،واقعہ افک صفحہ 452

26 ۔ایضا! کہ اللہ آپ پر عورتوں کے سلسلے میں کوئی پابندی نہیں رکھی(کہ وہ آپ کے عقد نکاح میں ہی رہیں)،اس کے علاوہ بھی بہت سی خواتین ہیں(جن سے آپ شادی کر سکتے ہیں)

27 ۔بخاری،ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ جعفی(256ھ)،الجامع المسند الصحيح المختصر من امور رسول الله وسننه وايامه ،(المعروف: بخاری)، جزء5،بَابُ حَدِيثِ الْإِفْكِ وَالْأَفَكِ، صفحہ 303، حدیث: 4128)اے اللہ کے رسول ہم آپ کے اہل پر صرف خیر کا ہی گمان کرتے ہیں(مطلب انہیں اپنی زوجیت کے رکھئے)

28 ۔بخاری،ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ جعفی(256ھ، صحيح البخاري، تحقیق: علماء کی جماعت: بحکم سلطان عبدالحمید ثانی، طبعہ سلطانیہ مطبعۃالکبریٰ الامیریہ بولاق،طبعہ 1311ھ ء جزء5، بَابُ بَابُ حَدِيثِ الْإِفْكِ، صفحہ 116، حدیث: 4141

29 ۔وہ ابورھم بن المطلب ابن عبد مناف کی بیٹی ہیں،اوران کی والدہ بنت صخر بن عامر ہیں، جوابو بکر صدیق کی خالہ ہیں،اوران کا بیٹا مسطح بن اثاثہ بن عباد بن المطلب ہے۔یعنی سیدنا ابو بکر کا بھانجا تھا

30 ۔ بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ جعفی (256ھ، صحيح البخاری، تحقیق: دکتور مصطفی دیب البغا،دار ابن کثیر، دار الیمامۃ، دمشق،طبعۃ:پنجم 1414ھ/1993ء، جزء4،بَاب: حَدِيثِ الْإِفْكِ، صفحہ 1517، حدیث 3910

31۔مسلم،ابوالحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری نیساپوری،الجامع الصحيح (المعروف صحيح مسلم) تحقیق: محمد ذھنی افندی،اسماعیل بن عبد الحمید الحافظ طرابلسی،احمد رفعت بن عثمان حلمی قرہ حصاری، محمد عزت بن عثمان زعفرانبولیوی،ابو نعمۃاللہ محمد شکری بن حسن انقروی،دار الطباعۃ العامرۃ- ترکیا، سن: 1334ھ، جزء8، كتاب التوبة ،باب فی حديث الافک وقبول توبة القاذف، صفحہ 116، 117(شاملہ: 116)، حدیث 2770

32۔سورۃ یوسف 18:12(پس صبر ہی بہتر ہے،اور جو بات پر جو تم بیان کرتے ہو،اس پر اللہ ہی ہے جس سے مدد چاہی جاتی ہے)

33 ۔عبدالرزاق،ابو بکر عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی، المصنف، تحقیق ومطالعہ: مرکز البحوث وتقنية المعلومات-دار التأصيل(سات مخطوطات سے تصدیق شدہ)،دارالتأصیل،طبعۃ:دوم: 1437ھ/2013ء، جزء6 كتاب المغازى،حديث الافک، صفحہ 77

34۔ان آیات کے شان نزول کے بارے میں اہل سنت واہل تشیع کے اختلاف اور ترجیح ایم فل مقالہ تفسیر احسن الکلام از شیخ عبدالسلام رستمیؒ اردو ترجمہ ، تخریض، تحقیق اور توضیحی حواشی (مقالہ: ایم فل، قرآن و تفسیر) میں بسط و تفصیل سے بیان کیا گیا ہے دیکھئے تفسیر باب دوم، فصل اول: واقعہ افک اہل ایمان کے لئے آداب، توضیحی حواشی کے ذیل میں بیان کیا گیا ہے

35۔ابی زھرۃ، محمد بن احمد بن مصطفی بن احمد (م ۱۳۹۴ھ)، زھرۃ التفاسیر، دار النشر، دار الفکر العربی، سطن، ج ۱۰، ص ۵۱۵۴، والعصبة: الطائفة المجتمعة التي يشد بعضها بعضا، وكأنهم جماعة يتآمرون فيما بينهم على قول الباطل وترويجه وإشاعته، وقوله تعالى: (مِّنكُمْ)، إشارة إلى أنهم يعيشون بينكم، وأنهم يتغلغلون في أوساطكم"عصبہ اس مختلف لوگوں کے اس گروہ کو کہا جاتا ہے، جو ایک دوسرے کو مضبوط کرتے ہیں، گویا وہ(الَّذِينَ جَآءُو بِٱلۡإِفۡكِ)ایسی جماعت ہے جو باطل اور اس کی ترویج واشاعت پر آپس میں مشاورت کرتے ہیں، اور " مِنكُمْ" سے اس طرف اشارہ ہے کہ وہ تمہارے درمیان رہتے اور تم میں گڈ مڈ ہو چکے ہیں۔

36۔ابن عبدالبر، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ج ۴، ص ۱۴۷۲ میں کہتا ہے"يكنى أبا عباد. وقيل: أبا عَبْد اللَّهِ، وأمه سلمى بنت صخر بْن عامر ابْن كعب بن سعد بن تيم بن مرة، وهي ابنة خالة أبي بكر الصديق،وقيل: أم مسطح بنت أبي رهم بن المطلب بْن عبد مناف، وأمها رائطة بنت صخر بْن عامر، خالة أبي بكر الصديق"اس لحاظ سے مسطح، سیدنا ابو بکر کے خالہ زاد بہن کا بیٹا، یعنی بھانجا بنتا ہے۔اسی طرح، اسد الغابہ، ج ۵، ص ۱۵۰، نمبر ۴۸۷۲۔ میں ہے

37 ۔ طبری ، محمد بن جریر ، تفسیر طبری، ج ۱۹، ص ۱۳۶ تفسیر سورۃ النور: ۲۲/ /مسلم بن الحجاج ، صحیح مسلم ، کتاب التوبۃ، باب حدیث الافک، ج ۴، ص ۲۱۳۶، حدیث ۲۷۷۰

38۔سورۃ النور 22:24

[39]۔سورۃالنور:10﴿جَآءُو بِٱلۡإِفۡكِ عُصۡبَةٌ مِّنكُمۡۚ ﴾ عُصۡبَةٌ کی لفظ کی مکمل تحقیق کے لئے دیکھئے: تفسیر احسن الکلام از شیخ عبدالسلام رستمیؒ اردو ترجمہ، تخریض، تحقیق اور توضیحی حواشی (مقالہ: ایم فل، قرآن و تفسیر)، سید انور علی شاہ، باب دوم، فصل اول: واقعہ افک اہل ایمان کے لئے آداب، توضیحی حواشی، عُصۡبَةٌ سے کیا مراد ہے۔

40۔طبری، حمد بن جریر، تفسیر طبری، ج ۱۹، ص ۱۲۹، تفسیر سورۃ النور/ سہیلیؒ، عبدالرحمن بن عبداللہ بن احمد، الروض الانف، ج ۷، خبر الافک، ص ۴۲۔

41۔ابوایوب انصار خزرجی: خالد بن زید بن کلیب بن ثعلبہ بن عبد عمرو بن عوف بن غنم بن مالک بن النجار، تھا یہ سبا کی اولاد سے تھے، بیعت عقبہ والوں سے تھے، آپ میزبان رسول ☐ تھے، رسول اللہ ☐ کے ساتھ تمام معرکوں شریک رہے، سیدنا علی کے ساتھ حرب نہروان میں بھی شامل رہے، طویل عمر پائی ، سیدنا معاویہ بن ابی سفیان کی خلافت میں زید بن معاویہ کی سرکردگی میں رومیوں سے جہاد کیا، ۵۲ یا ۵۵ ھ کو، روم کے علاقہ میں شہید ہوئے، آپ کی قسطنطینیہ کے قلعہ کی دیوار کے نیچے ہے، (خطیب بغدادی، تاریخ بغداد (بشار)، ج ۱، ص ۴۹۳ //امام بخاریؒ، صحیح البخاری (زہیر)، ج ۲، ص ۶۰، باب صلوۃ النوافل جماعۃ، حدیث ۱۱۸۶)

42۔ام ایوب انصاریہ: بنت قیس بن عمرو بن امرئ القیس (خزرجی)، ابوایوب کی زوجہ تھیں، انہوں نے اسلم بھی قبول کیا تھا اور آپ کی بیعت بھی کی تھی، انہوں صحابہ ورسول اللہ کی مہمان نوازی میں تکلف کیا، تو آپ نے فرمایا" كلوه إني لست كأحدكم، إني أخاف أن أوذي صاحبي"اسی طرح 'سبعۃ احرف' کی حدیث بھی ان سے منقول ہے، (ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ج ۸، ص ۲۷۰، نمبر ۴۴۱۱/ابن الاثیر (م ۶۳۰ھ)، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، ج ۷ز، ص ۲۱۹، نمبر ۷۳۷۲)

43 ۔ اسامہ بن زید بن حارثہ بن شراحیل بن عبد العزیٰ بن امرئ القیس بن عامر (کنانی) ، سیدنا حارثہ (متبنیٰ رسول) کے بیٹے تھے، ان والدہ ام ایمن (نام: برکتہ) تھی ابو زید اور ابو خارجۃ کنیت تھی، آپ محبوب بن محبوب رسول اللہ سے مشہور تھے، ۱۸ سال کی عمر میں رسول اللہ نے اپنے مرض الوفات میں مسیلمۃ الکذاب سے لڑنے والے لشکر کا سربراہ بنایا، ابن عباس، عروہ، اور عمیر وغیرہ نے آپ سے روایت کی، خلافت معاویہ میں ۵۸ یا ۵۹ سال کی عمر میں وفات پائی (ابن عبدالبر، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ج ۱، ص ۷۷)

44۔مسلم،ابوالحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری نیساپوری،الجامع الصحیح (المعروف صحیح مسلم) تحقیق: محمد فؤاد عبدالباقی(م1388ھ)، مطبعۃ عیسٰی البابی الحلبی وشرکاہ، القاھرۃ،،سن: 1374ھ/1955ء،جزء 4، کتاب التوبۃ ،باب فی حدیث الافک وقبول توبۃ القاذف،صفحہ2133(شاملہ:2129)،حدیث2770

45 ۔ عامری حرضی، یحیٰ بن ابی بکر بن محمد بن یحیٰ (م۸۹۳ھ)،بہجۃ المحافل وبغیۃ الاماثل فی تلخیص المعجزات والسیر والشمائل، دار صادر ،بیروت،سطن،ج۲،ص۰۷(مطلب في حج أبي بكر تلك السنة وإردافه بعلي يؤذن ببراءة في الحج)

46۔بخاریؒ،ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل جعفی، صحیح البخاری،ج۳،ص۱۷۳،حدیث ۲۶۶۱/سورۃالنور،۲۴: ۱۱تا۲۶/سورۃالنور آیت 2،4،5

47۔ام المؤمنین پر بہتان کے واقعے کو فحشاءاس لئے کہا گیا،کہ اس طرح کے واقعات عام ہو جائیں،تو بے حیائی کے بارے میں ذہنی کراہت کا تصور کمزور ہو جاتا ہے۔اور پھر آہستہ آہستہ اس کو ہلکااور معمولی تصور کیا جانے لگتا ہے(واللہ اعلم)

48۔تفسیر احسن الکلام از شیخ عبدالسلام رستمیؒ اردو ترجمہ، تخریض، تحقیق اور توضیحی حواشی(مقالہ: ایم فل، قرآن و تفسیر)، سید انور علی شاہ، باب دوم، فصل اول: واقعہ افک اہل ایمان کے لئے آداب، توضیحی حواشی سے اقتباس

[49]۔﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَدْخُلُواْ بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُواْ وَتُسَلِّمُواْ عَلَىٰٓ أَهْلِهَاۚ﴾اے ایمان والو!اپنے گھروں کے علاوہ دوسرے گھروں میں اس وقت تک داخل مت ہوں جب تک کہ اجازت کے ذریعے اپنا تعارف نہ کراؤ،اور گھر والوں کو سلام نہ کرو

[50]۔﴿قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّواْ مِنْ أَبْصَٰرِهِمْ وَيَحْفَظُواْ فُرُوجَهُمْۚ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْۚ إِنَّ ٱللَّهَ خَبِيرُۢ بِمَا يَصْنَعُونَ ٣٠﴾ایمان والوں سے کہدے!کہ اپنی نظریں پست رکھیں اوراپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں،یہ طریقہ ان کو پاک رکھنے والا ہے،جو کام وہ کرتے ہیں اللہ ان سے خبردار ہے

[51]۔﴿وَقُل لِّلْمُؤْمِنَٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَٰرِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ﴾اوراہل ایمان عورتوں سے کہہ دیں کہ اپنی نظریں پست رکھیں اوراپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں

[52]۔﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَاۖ﴾اوراپنا سنگار نہ دکھائیں مگر جو(بے اختیار مجبوراً)اس سے ظاہر ہو

[53]۔﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّۖ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ--﴾اوراپنے گریبان پر اپنی اوڑھنیاں ڈالیں اوراپنا سنگھار ظاہر نہ کریں

[54]۔﴿وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِن زِينَتِهِنَّۚ﴾اورزمین پر اپنے پاؤں نہ ماریں کہ چھپی ہوئی زینت معلوم ہو جائے

[55]۔﴿وَأَنكِحُواْ ٱلْأَيَٰمَىٰ مِنكُمْ وَٱلصَّٰلِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَآئِكُمْۚ﴾اوراپنے رانڈوں اور نیکوکار(موحدین)غلاموں اور لونڈیوں کا نکاح کردو

[56]۔﴿وَٱلَّذِينَ يَبْتَغُونَ ٱلْكِتَٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَٰنُكُمْ فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًاۖ﴾اوروہ جن کے تمہارے دائیں ہاتھ مالک(غلام)ہیں، اگر تم سے مکاتبت چاہیں،تو اگر ان میں کچھ خیر(ایمان)جانو،توان کو مکاتب بناؤ

[57]۔﴿وَلَا تُكْرِهُواْ فَتَيَٰتِكُمْ عَلَى ٱلْبِغَآءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا﴾اوراپنی بچیوں پر بدکاری(نکاح نہ کرنے)کے لئے زبردستی مت کرو،جبکہ وہ پاکدامنی(نکاح)چاہتی ہوں

[58]۔سورۃالنور:58

[59]۔سورۃالنور:59

[60]۔سورۃالنور:60

61۔سورۃ النور2:24

62۔بخاری،ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ جعفی(256ھ،صحیح البخاری، تحقیق: دکتور مصطفی دیب البغا،کتاب الحدود باب: هَلْ يَقُولُ الْإِمَامُ لِلْمُقِرِّ: لَعَلَّكَ لَمَسْتَ أَوْ غَمَزْتَ ،حدیث6438

63۔مسلم،ابوالحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری نیساپوری،الجامع الصحیح (المعروف صحیح مسلم) تحقیق: محمد ذھنی افندی،کتاب الحدود، باب من اعترف علی نفسہ بالزنی،

64۔ایضاً

65۔ابن ابی شیبۃ، ابو بکر عبداللہ بن محمد العبسی الکوفی (م 235ھ)، المصنف، تحقیق: سعد بن ناصر بن عبد العزیز أبو حبیب الشثری، پیش کردہ: ناصر بن عبد العزیز أبو حبیب الشثری، دار کنوز اشبیلیا للنشر والتوزیع، الریاض، سعودی عرب، طبعۃ: اول، 1436ھ-2015ء، کتاب الحدود ،من قال: إذا فجرت وهي حامل انتظر بها حتى تضع، ثم ترجم

66۔ تفصیل کے لئے دیکھئے: تفسیر احسن الکلام از شیخ عبدالسلام رستمیؒ اردو ترجمہ، تخریج، تحقیق اور توضیحی حواشی (مقالہ: ایم فل، قرآن و تفسیر)، از سید انور علی شاہ، باب دوم، فصل اول: باب اول، احکام اربعہ تفسیر الآیات

67 ۔ بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ جعفی (256ھ، صحیح البخاری، تحقیق: دکتور مصطفی دیب البغا، کتاب التفسیر ،بَاب(241) {وَيَدْرَأُ عَنْهَا الْعَذَابَ أَنْ تَشْهَدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ}، حدیث 4470

68۔وہ لوگ جو پاک دامن عورتوں پر (زنا کی) تہمت لگاتے ہیں پھر چار گواہ پیش نہیں کرتے، توان کو اسی (80) کوڑوں کی سزا دو اور ان کی گواہی کبھی قبول نہ کرو، اور وہی لوگ فاسق ہیں"

69۔اور وہ لوگ جو اپنی بیویوں پر (زنا کی) تہمت لگاتے ہیں اور ان کے پاس اپنے سوا کوئی اور گواہ نہیں ہوتا"

70 ۔ طبری ،ابو جعفر، محمد بن جریر (224/ 310ھ) جامع البیان عن تاویل آي القرآن (المعروف تفسیر طبری)، توزیع: دار التربیۃ والتراث، مکۃ المکرمۃ، طبعۃ: نامعلوم، تفسیر سورۃ النور آیۃ 6، جزئ 19، صفحہ 111

[71]۔ سورۃ النور: 62، 63

72۔ شیخ القرآن، مولانا محمد طاہر پنج پیریؒ، آئیڈیو دورہ تفسیر، کیسٹ نمبر 63، ابتداء تفسیر سورۃ الفرقان // مفتی تقی عثمانی، آسان ترجمہ قرآن، تفسیر سورۃ الفرقان، صفحہ 1095۔

[73]۔ سورۃ الفرقان: 31۔

[74]۔ سورۃ الفرقان: 7۔

[75]۔ سورۃ الفرقان: 8۔

[76]۔ سورۃ الفرقان: 8۔

[77]۔ سورۃ الفرقان: 4۔

[78]۔ سورۃ الفرقان: 5۔

[79]۔ اسورۃ الفرقان: 32۔

[80]۔ سورۃ الفرقان: 20۔

[81]۔ اسورۃ الفرقان: 10۔

[82]۔ سورۃ الفرقان: 9۔

[83]۔ سورۃ الفرقان: 6۔

[84]۔ سورۃ الفرقان: 32۔

[85]۔ سورۃ الطارق: 13 ۔

[86]۔ سورۃ الفرقان: 33۔

[87]۔ اسورۃ الفرقان: 52

88۔ان آیات کی مکمل تفسیر و تفصیل کے لئے دیکھئے: : تفسیر احسن الکلام از شیخ عبدالسلام رستمیؒ اردو ترجمہ، تخریج، تحقیق اور توضیحی حواشی (مقالہ: ایم فل، قرآن و تفسیر)، از سید انور علی شاہ، باب چہارم، فصل چہارم، تفسیر آیت 63 تا 77۔

[89]۔ سورۃ الفرقان آیت نمبر 63 سے آیت نمبر 74 تک بالترتیب یہ آیات ہیں اس لئے ہر ایک الگ الگ حوالہ نہیں دیا گیا۔

90۔ سیدنا علی سے روایت ہے کہ "إِذَا مَشَى تَكَفَّأَ تَكَفُّؤًا كَأَنَّمَا يَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ لَمْ أَرَ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" جب چلتے تو آگے جھکے ہوئے ہوتے گویا آپ اوپر سے نیچے اتر رہے ہیں، میں نے نہ آپ سے پہلے اور نہ آپ کے بعد کسی کو آپ جیسا دیکھا// "حَدَّثَنَا الْمُطَهَّرُ بْنُ عَلِيٍّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الصَّالْحَانِيُّ، أَنَا أَبُو الشَّيْخِ، نَا ابْنُ أَبِي عَاصِمٍ، نَا الْمُقَدَّمِيُّ، نَا يَحْيَى بْنُ رَاشِدٍ، نَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي الْهِنْدِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: «كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَشَى، مَشَى مَشْيًا مُجْتَمِعًا يُعْرَفُ أَنَّهُ لَيْسَ بِمَشْيِ عَاجِزٍ وَلَا كَسْلَانَ»(ترمذیؒ، ابو عیسی محمد بن عیسی بن سَورۃ بن موسی بن ضحاک، (م۲۷۹ھ)، سنن الترمذی، ج5، ص598، حدیث 3637// محیی السنۃ، ابو محمد الحسین بن مسعود بن محمد بن الفراء بغوی شافعی (م۵۱۶ھ)، شرح السنۃ، تحقیق: شعیب ارنؤوط، محمد زہیر الشاویش، المکتب الِاسلامی، دمشق بیروت، طبع دوم، ۱۴۰۳ھ، ج۱۲، ص۳۲۰، حدیث ۳۳۵۴)۔

91۔ طبری، ابو جعفر محمد بن جریر (224–310ھ)، جامع البیان عن تأویل آی القرآن (تفسیر الطبری)، تحقیق: دکتور: عبد اللہ بن عبد المحسن الترکی، بتعاون: مرکز البحوث والدراسات الاسلامیۃ دار ھجر، دکتور عبد السند حسن یمامہ، دار ھجر للطباعۃ والنشر والتوزیع والاعلان قاھرۃ، مصر، طبعۃ: اول 1422ھ/2001ء، تفسیر سورۃ الفرقان، تفسیر الایۃ میں "لا يفسدون في الأرض" اسی طرح "هم الذين لا يريدون يفسدون في الأرض" اور "لا يتكبرون على الناس، ولا يتجبرون، ولا يفسدون" سے تفسیر کی ہے۔

Bibliography in Roman

1. Ibn Fāris, Abū al-Ḥusayn Aḥmad ibn Zakariyyā (d. 395 AH). *Muʿjam Maqāyīs al-Lughah*. Edited by Muḥammad ʿAwaḍ Murʿib and Ānisah Fāṭimah. Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, 2001. Kitāb al-Sīn, Bāb al-Sīn wa-l-Yāʾ wa-mā yashmaluhā (sayr).

2. Khālid ibn Zuhayr al-Hudhalī, nephew of Abī Dhuʾayb al-Hudhalī. The report is transmitted by Abū al-Faḍl Aḥmad ibn Muḥammad ibn Ibrāhīm al-Maydānī al-Naysābūrī (d. 518 AH) in *Majmaʿ al-Amthāl*, edited by Muḥyī al-Dīn ʿAbd al-Ḥamīd (poem no. 3702: *Fa-lā tajzaʿ ʿan sunnatin anta sirtahā*).

3. *Al-Muʿjam al-Wasīṭ*. Supervised by Shawqī Ḍayf under the Arabic Language Academy, Cairo. Fourth edition, 2004.

4. The Qurʾān, Sūrat Ṭā Hā (20:21).

5. Thanawī, Muḥammad ʿAlī. *Mawsūʿat Kashshāf Iṣṭilāḥāt al-Funūn wa-l-ʿUlūm*. Beirut: Maktabat Lubnān Nāshirūn, 1996.

6. *Al-Markaz al-Waṭanī li-l-Taʿlīm al-Iliktrūnī.*

7. ʿUthaymīn, Muḥammad ibn Ṣāliḥ (d. 2001). *Tafsīr al-Qurʾān al-Karīm*. Tafsīr of Sūrat al-Naml, verse 1. Saudi Arabia: Muʾassasat al-Shaykh Muḥammad ibn Ṣāliḥ al-ʿUthaymīn al-Khayriyyah, 2015.

8. Ibn al-Athīr, Majd al-Dīn Abū al-Saʿādāt al-Mubārak ibn Muḥammad (d. 606 AH). *Al-Nihāyah fī Gharīb al-Ḥadīth wa-l-Athar*. Beirut: al-Maktabah al-ʿIlmiyyah, 1979. Entry: Q-R-

9. Abū Shuhbah, Muḥammad ibn Muḥammad ibn Suwaylim (d. 1403 AH). *Al-Madkhal li-Dirāsat al-Qurʾān al-Karīm*. Cairo: Maktabat al-Sunnah, 2003.

10. Al-Suyūṭī, Jalāl al-Dīn (d. 911 AH). *Jamʿ al-Jawāmiʿ (al-Jāmiʿ al-Kabīr)*. Edited by Mukhtār Ibrāhīm al-Hāʾij et al. Cairo: Jāmiʿat al-Azhar, 2005.

11. Panjpīrī, Muḥammad Ṭāhir. *Āydīū Daurah Tafsīr*. Cassette series. Tafsīr of Sūrat al-Nūr. Karachi: Maktabat Maʿārif al-Qurʾān.

12. Al-Farāhīdī, al-Khalīl ibn Aḥmad (d. 170 AH). *Kitāb al-ʿAyn*. Edited by Mahdī Makhzūmī and Ibrāhīm al-Sāmarrāʾī. Beirut: Dār wa-Maktabat al-Hilāl.

13. Ibn Hishām, ʿAbd al-Malik ibn Ayyūb al-Ḥimyarī (d. 213 AH). *Al-Sīrah al-Nabawiyyah*. Edited by Muṣṭafā al-Saqqā, Ibrāhīm al-Abyārī, and ʿAbd al-Ḥafīẓ Shalabī. Cairo: Muṣṭafā al-Bābī al-Ḥalabī, 1955.

14. Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl (d. 256 AH). *Al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ*. ʿAṭāʾāt al-ʿIlm edition, 1437 AH.

15. Al-Wāqidī, Muḥammad ibn ʿUmar (d. 207 AH). *Al-Maghāzī*. Edited by Marsden Jones. London: Oxford University Press, 1966.

16. Al-Zurqānī, Muḥammad ibn ʿAbd al-Bāqī (d. 1122 AH). *Sharḥ al-Zurqānī ʿalā al-Mawāhib al-Ladunniyyah*. Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1996.

17. Ibn Qayyim al-Jawziyyah, Muḥammad ibn Abī Bakr (691–751 AH). *Zād al-Maʿād fī Hady Khayr al-ʿIbād*. Edited by Shuʿayb al-Arnaʾūṭ and ʿAbd al-Qādir al-Arnaʾūṭ. Beirut: Muʾassasat al-Risālah.

18. Al-Bayhaqī, Aḥmad ibn al-Ḥusayn (384–458 AH). *Dalāʾil al-Nubuwwah*. Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1985.

19. The Qurʾān, Sūrat al-Nūr (24:22).

20. The Qurʾān, Sūrat al-Nūr (24:11).

21. Al-Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr (224–310 AH). *Jāmiʿ al-Bayān ʿan Taʾwīl Āy al-Qurʾān*. Cairo: Dār al-Maʿārif.

22. Abū Ayyūb al-Anṣārī (Khālid ibn Zayd). Biographical reports in classical sīrah and ḥadīth sources.

23. Muslim ibn al-Ḥajjāj. *Al-Ṣaḥīḥ (Ṣaḥīḥ Muslim)*. Cairo: Maṭbaʿat ʿĪsā al-Bābī al-Ḥalabī.

24. Al-ʿĀmirī al-Ḥarḍī, Yaḥyā ibn Abī Bakr (d. 893 AH). *Bahjat al-Maḥāfil wa-Bughyat al-Amāthil*. Beirut: Dār Ṣādir.

25. The Qurʾān, Sūrat al-Furqān (25:63–74).

26. Al-Tirmidhī, Muḥammad ibn ʿĪsā (d. 279 AH). *Sunan al-Tirmidhī*.

27. Al-Baghawī, al-Ḥusayn ibn Masʿūd (d. 516 AH). *Sharḥ al-Sunnah*. Damascus–Beirut: al-Maktab al-Islāmī.

28. Al-Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr. *Tafsīr Sūrat al-Furqān*. Cairo: Dār Hajar, 2001.